زینب

لجنہ اماء اللہ ناروے

جنوری، فروری، مارچ 2015ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

زینب

سہ ماہی

جنوری، فروری اور مارچ 2015ء

مجلس ادارت

سرپرستِ اعلیٰ: مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب

امیر جماعت احمدیہ ناروے

زیرِ نگرانی: مکرمہ سیّدہ بشریٰ خالد صاحبہ

صدر لجنہ اماء اللہ ناروے

مدیرہ حصّہ اردو، کتابت: محترمہ منصورہ نصیر صاحبہ

مدیرہ حصّہ نارویجن: محترمہ مہرین شاہد صاحبہ

نائبہ مدیرہ حصّہ نارویجن: عزیزہ عندلیب انور

تقسیم واشاعت: محترمہ منصورہ نصیر صاحبہ

پرنٹنگ: محترمہ شمسہ خالد صاحبہ

پروف ریڈنگ: محترمہ طاہرہ زرتشت صاحبہ

محترمہ سعیدہ نعیم: محترمہ لبنیٰ غزالہ صاحبہ

محترمہ طیبہ رضوان صاحبہ

شائع کردہ شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ ناروے

Søren Bulls veien 1

1051 Oslo

Tlf: +47 22322746

FAX : + 47 22320211

فہرست مضامین

اداریہ	2
القرآن الکریم	3
حدیث نبوی ﷺ	4
خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 12 ستمبر 2003ء	5
خدا تعالیٰ کی صفت رحمانیت	6
نظم	10
صلہ رحمی	11
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض	16
دل کا حلیم ہوگا	18
نظم	22
اردو سیکھیں	23
ایک عورت پر اپنے خاوند کی ذمے داریاں	24
پکوان	28
کروشیا اور اسٹونیا کی خواتین طلبہ کی حضور انور کے ساتھ ایک نشست	29
باجماعت نماز کی اہمیت	30
صحت کارنر	31
ناروے لجنہ گروپ اے کا سفر لندن (برطانیہ)	32
دعائیہ اعلانات	34
ناصرات کا صفحہ (شمسہ خالد اور مدیحہ محمود)	36

اداریہ:

اسلام نے دو قسم کے حقوق کا ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اور کسی چیز کو اُس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسائیوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسائیوں سے بھی۔ اور ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور اُن سے بھی جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یقیناً اللہ شیخی بگھارنے والے اور متکبر کو پسند نہیں کرتا۔ (النساء: آیت 37)

اِسلام خلقِ خُدا کی خدمت پر بہت زور دیتا ہے۔ اِسے حقوق العباد کا نام دیا گیا ہے۔ ایک مشہور حدیث ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمام مخلوقات اللہ کی عیَال ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اُس کے عیَال یعنی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔ (مشکوۃ باب الاشفقت ورحمہ)

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا اے اِبنِ آدم میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہیں کی۔ بندہ کہے گا اے میرے رب میں تیری عیادت کیسے کرتا جبکہ تُو ساری دُنیا کا پروردِگار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے پتہ نہیں چلا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا تو تُو نے اُس کی عیادت نہیں کی تھی۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ اگر تم اس کی عیادت کرتے تو مجھے اُس کے پاس پاتے۔ اَے ابنِ آدم مَیں نے تُجھ سے کھانا طلب کیا تو تُو نے مجھے کھانا نہیں دیا اس پر ابنِ آدم کہے گا کہ اَے میرے رب میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا جبکہ تُو تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھے یاد نہیں کہ تُجھ سے میرے فلاں بندہ نے کھانا مانگا تھا تو تُو نے اُسے کھانا نہیں کھلایا تھا۔ کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تُم اُسے کھانا کھلاتے تو تم میرے حُضور اُس کا اجر پاتے۔ اَے اِبنِ آدم! میں نے تُجھ سے پانی مانگا تھا مگر تُو نے مجھے نہیں پلایا تھا۔ اِبنِ آدم کہے گا اَے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا۔ جبکہ تُو ہی سارے جہانوں کا رب ہے۔ اِس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کہ تُجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تھا مگر تُم نے اُسے پانی نہ پلایا۔ اگ تم اُس کو پانی پلاتے تو اُس کا اجر میرے حضور پاتے۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل عیادۃ المریض)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بارہا اپنی جماعت کو خلقِ خُدا سے محبت اور ہمدردی کرنے کے لئے اِرشاد فرمایا ہے آپ نے فرمایا
''دراصل خُدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خُدا تعالیٰ اِس کو بہت ہی پسند کرتا ہے۔''

''نیز فرمایا کہ خُدا تعالیٰ کو بھی اِس بات کی چڑ ہے کہ کوئی اُس کی مخلوق سے سرد مُہری برتے۔ کیونکہ اُس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔ پس جو شخص خُدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خُدا کو راضی کرتا ہے۔'' (ملفوضات جلد چہارم: صفحہ 2015)

جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہونے کے لئے جن شرائط بیعت پر عمل کرنے کے لئے عہد کیا جاتا ہے اُن میں شرط نمبر 9 کے مطابق ایک احمدی مخلُوقِ خُدا کی خدمت بجالانے کا عہد کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اَحسن رنگ میں حقُوق اللہ اور حقُوق العباد ادا کرنے والے ہوں (آمین ثم آمین)

القرآن الکریم

سورۃ النساء

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا
وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى
وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ
وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ ﴿٣٧﴾

[37:4] اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی۔ اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یقیناً اللہ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر (اور) شیخی بگھارنے والا ہو۔

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ
وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ
وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿٣٨﴾

[38:4] (یعنی) وہ لوگ جو (خود بھی) بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور اُس کو چھپاتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ہے۔ اور ہم نے کافروں کے لئے بہت رُسوا کرنے والا عذاب تیار کیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ
وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ
وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿٣٩﴾

[39:4] اور وہ لوگ جو اپنے اموال لوگوں کے سامنے دکھاوے کی خاطر خرچ کرتے ہیں اور نہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور نہ یوم آخر پر۔ اور وہ جس کا شیطان ساتھی ہو تو وہ بہت ہی برا ساتھی ہے۔

☆۔ یہ ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع حضرت مرزا طاہر احمدؒ کے ترجمہ سے لیا گیا ہے۔

حدیث نبوی ﷺ:-

حضرت ابنِ عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ تو وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یارومددگار چھوڑتا ہے یعنی اس کی مدد کے لئے ہمیشہ تیار رہتا ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت کا خیال رکھتا ہے۔ جو شخص کسی مسلمان کی تکلیف اور بے چینی کو دُور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف اور بے چینی کو دُور کرتا ہے۔ جو شخص کسی کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دِن پردہ پوشی کرے گا۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 139 حدیث نمبر 146)

کلام الامام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اس بات کو خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے دو حکم ہیں۔ اوّل یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نہ اس کی ذات میں نہ صفات میں نہ عبادات میں۔ اور دوسرے نوع انسان سے ہمدردی کرو۔ اور احسان سے یہ مراد نہیں کہ اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں ہی سے کرو بلکہ کوئی ہو، آدم زاد ہو اور خدا تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی بھی ہو۔ مت خیال کرو کہ وہ ہندو ہے یا عیسائی۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا انصاف اپنے ہاتھ میں لیا ہے، وہ نہیں چاہتا کہ تم خود کرو۔ جس قدر نرمی تم اختیار کرو گے اور جس قدر فروتنی اور تواضع کرو گے اللہ تعالیٰ اسی قدر تم سے خوش ہوگا۔ اپنے دشمنوں کو تم خدا تعالیٰ کے حوالے کرو۔ قیامت نزدیک ہے تمہیں ان تکلیفوں سے جو دشمن تمہیں دیتے ہیں گھبرانا نہیں چاہئے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تم کو ان سے بہت دکھ اٹھانا پڑے گا کیونکہ جو لوگ دائرہ تہذیب سے باہر ہو جاتے ہیں ان کی زبان ایسے چلتی ہے جیسے کوئی پل ٹوٹ جاوے تو ایک سیلاب پھوٹ نکلتا ہے۔ پس دیندار کو چاہئے کہ اپنی زبان کو سنبھال کر رکھے۔‘‘ (ملفوظات۔ جلد 9۔ صفحہ 164۔165)

حقوق العباد کی ادائیگی کی بابت نویں شرطِ بیعت کے حوالہ سے پر معارف مضمون

نوع انسان سے ہمدردی بہت بڑی عبادت اور رضاءِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے

قرابت داروں، ہمسایوں، یتیموں، مسکینوں، اسیروں اور غریبوں کی بلا امتیاز مذہب خدمت کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 12 ستمبر 2003ء کو بیت الفضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے نویں شرطِ بیعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے ہمدردیٔ خلق اور حقوق العباد کا مضمون بیان فرمایا۔ اس مضمون کی پُر معارف تشریح آیاتِ قرآنی، احادیثِ نبویہ ﷺ، اور ارشادات حضرت مسیح موعودؑ کی روشنی میں بیان فرمائی۔ خطبہ کے آخر پر آپ نے جلسہ سالانہ جرمنی اور فرانس کے کامیاب انعقاد پر جملہ کارکنان و انتظامیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا کی تحریک کی۔ حضور ایدہ اللہ کا یہ خطبہ ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست نشر کیا گیا اور متعدد زبانوں میں رواں ترجمہ بھی ٹیلی کاسٹ ہوا۔

حضور انور نے فرمایا دینی تعلیم ایسی مکمل ہے جس میں ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ان احسانوں کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم اس پاکیزہ تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کریں خاص طور پر ہم لوگ جو امام الزمان کی جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی عبادت کی طرف توجہ دلائی وہاں حقوق العباد کی ادائیگی کا بھی حکم دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نویں شرطِ بیعت یہ بیان کی ہے کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور اپنی استعدادوں اور طاقتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے گا۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ ساتھ رشتہ داروں، رشتہ دار ہمسایوں اور غیر رشتہ دار ہمسایوں، یتیموں، اسیروں، مسکینوں، مسافروں اور غرباء کے ساتھ احسان اور ہمدردی کا سلوک کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اس تعلیم پر عمل کر کے حقیقی دینی معاشرہ قائم ہوگا۔ اور ان کے ساتھ سلوک محض للہ کرنا ہے اور احسان کا سلوک کرنا ہے جس کے بدلہ کی خواہش پیدا نہ ہو۔ اللہ کا پیار حاصل کرنے کے لئے اس کی رضا کے حصول کے لئے ہمدردی کرنی ہے۔ غرباء کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے ہوئے ان کو تحائف دیتے ہوئے ان کی عزتِ نفس کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔ استعمال شدہ اشیاء تحفہ میں دیتے وقت پہلے بتانا چاہئے اور اشیاء کو صاف ستھرے طریق پر پیش کیا جائے۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے۔ اللہ کو وہ شخص پسند ہے جو اس کے عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرتا اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔ ایک مسلمان کے دوسرے پر چھ حق ہیں: ملے تو سلام کہے، چھینک آئے تو یرحمک اللہ کہے، بیمار ہو تو عیادت کرے، بلائے تو جواب دے، جنازہ میں شریک ہو اور دوسرے کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے کرتا ہے۔ ایک دوسرے مقام پر فرمایا ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، بغض نہ کرو، سودے پر سودا نہ کرو، عیوب کی پردہ پوشی کرو، اہل زمین پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہر شخص تم میں سے دوسروں سے ہمدردی اور نیکی کا سلوک کرے۔ بنی نوع انسان سے بلا امتیاز مذہب نیکی اور ہمدردی کرو۔ نوع انسان سے شفقت و ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ جماعتی سطح پر ہمیں دنیا بھر میں خدمتِ خلق کی توفیق مل رہی ہے۔ میں دنیا کے تمام احمدی ڈاکٹرز، وکیلوں، ٹیچرز اور دوسرے پیشہ ور احباب سے تحریک کرتا ہوں کہ ضرورت مندوں کی خدمت کریں اس کے نتیجہ میں اللہ آپ کے اموال اور اخلاص میں برکت ڈالے گا۔

خطبہ کے آخر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں جلسہ سالانہ جرمنی کے کارکنان کے لئے کچھ نہیں کہہ سکا تھا۔ تمام کارکنان نے جوش اور جذبے سے مہمانوں کی خدمت کی ہے۔ وہاں لجنہ کی حاضری مردوں سے دو ہزار زیادہ تھی۔ فرانس کا جلسہ بھی بہت کامیاب رہا وہاں زیادہ تعداد غیر پاکستانی احمدیوں کی تھی انہوں نے بھی بڑے جوش جذبے سے ڈیوٹیاں دیں۔ وہاں دس بیعتیں بھی ہوئیں۔ احباب جرمنی اور فرانس کی جماعتوں کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عہد بیعت نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل 16 ستمبر 2003ء)

خدا تعالیٰ کی صفت رحمانیت

مسعودہ شاہدہ مجلس ستونز

الرَّحمٰن رحم سے ہے پس رحمان کے معنی یہ ہوئے کہ وسیع رحم کا مالک جو ہر اک پر حاوی ہے اور یہ رحم وہی ہو سکتا ہے جو بغیر کسی استحقاق کے ہو کیونکہ ہر شخص حق کے طور پر رحم کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ 12)

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنہ میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ **رحمٰن الدنیا** اور **رحیم الاخرۃ** ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا احسان اس دنیا میں مومن و کافر ہر ایک پر عام ہے جبکہ آخرت میں صرف مومنین سے ہی مختص ہو گا۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ رحمٰن صفت صرف خدا تعالیٰ کے لئے مختص ہے جبکہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ انسان کامل آنحضرت ﷺ اس صفت کے بھی کامل مظہر ٹھہرے۔ کیونکہ آپؐ کے فیوض و برکات کا کوئی بدل نہیں۔ عام آدمی بھی اس کا نمونہ بنتا ہے اور اس کو یہ نمونہ دکھانا چاہئے۔ جو کام بھی بغیر کسی اجر کے کیا جائے، لوگوں کی بھلائی کے لئے خدمت خلق کا کام کیا جائے وہ اسی صفت کے تابع ہو کر کیا جاتا ہے۔ بلکہ حضورؑ نے یہاں تک فرمایا کہ جنہوں نے میری بیعت کی ہے اگر وہ اس صفت کو نہیں اپناتے تو اپنی بیعت میں اور وعدہ میں جھوٹے ہیں۔ پس اس طرف بھی ہر احمدی کو بہت توجہ دینی چاہئے۔

قرآن مجید میں بے شمار آیات میں اس صفت کا ذکر ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بسم اللہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ قرآن کریم کے نزول کو الرحمٰن کی رحمانیت قرار دیا ہے۔ خدا کے پاک کلام کا دنیا میں اترنا اور بندوں کو اُس سے مطلع کیا جانا یہ صفت رحمانیت کا تقاضا ہے کیونکہ صفت رحمانیت کی کیفیت یہ ہے کہ وہ صفت کسی عامل کے عمل کی وجہ سے نہیں بلکہ محض بخشش الٰہی کے جوش سے ظہور میں آتی ہے۔ خدا نے سورج اور چاند اور پانی اور ہوا وغیرہ کو بندوں کی بھلائی کے لئے پیدا کیا ہے کوئی شخص دعویٰ نہیں کر سکتا کہ یہ چیزیں میرے کسی عمل کی پاداش میں بنائی گئی ہیں۔ اسی طرح خدا کا کلام بھی کہ جو بندوں کی اصلاح اور راہنمائی کے لئے اترا وہ بھی اس صفت کے رو سے اترا ہے اور کوئی بھی نہیں کہ یہ دعویٰ کر سکے کہ میرے کسی عمل یا مجاہدہ یا کسی پاک باطنی کے اجر میں خدا کا پاک کلام نازل ہوا ہے۔ یہ تو خدا کے کمال رحمانیت کی ایک بزرگ تجلّی تھی کہ جو اُس نے ظلمت اور تاریکی کے وقت ایسا عظیم الشان نور نازل کیا کہ جس کا نام فرقان ہے جو حق باطل میں فرق کرتا ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الفاتحہ میں بیان کردہ بنیادی چار صفات میں سے دوسری صفت ہے۔ قرآن مجید کے شروع میں بسم اللہ اور سورۃ الفاتحہ میں دو بار رحمٰن اور رحیم صفات کا ذکر آیا ہے اس کی حکمت حضرت مسیح موعودؑ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

''پھر ان دونوں صفات میں سے کامل حصّہ صرف ہمارے نبی سلسلہ نبوت کے خاتم ﷺ کو ہی دیا گیا ہے کیونکہ آپؐ کو پروردگار

عالم کے فضل سے ان دو صفات کی طرح دو نام دیئے گئے جن میں سے پہلا محمد ہے اور دوسرا احمد ، پس اسم محمد نے صفت الرحمان کی چادر پہنی اور جلال اور محبوبیت کے لباس میں جلوہ گر ہوا اور نیکی اور احسان کی بنا پر بار بار تعریف بھی کیا گیا۔ اور اسم احمد نے خدا تعالیٰ کے فضل سے جو مومنوں کی مدد اور نصرت کا متولّی ہے رحیمیت ، محبیت اور جمال کے لباس میں تجلّی فرمائی ۔پس ہمارے نبی ﷺ کے دونوں نام (محمد اور احمد) ہمارے ربّ محسن کی دونوں صفتوں (الرحمٰن، الرحیم) کے مقابلہ میں منعکسہ صورتوں کی طرح ہیں جن کو دو مقابل کے آئینے ظاہر کرتے ہیں۔'' (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 48-47)

پھر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:''فیضان رحمانیت ایسا تمام ذی روحوں پر محیط ہو رہا ہے کہ پرندے بھی اس فیضان کے وسیع دریا میں خوشی اور سرور سے تیر رہے ہیں اور چونکہ ربوبیت کے بعد اسی فیضان کا مرتبہ ہے اس جہت سے اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں رب العالمین کی صفت بیان فرما کر پھر رحمٰن ہونے کی صفت بیان فرمائی تا ترتیب طبعی ان کی ملحوظ ہے۔''

﴾ اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ (الرحمٰن 2 تا 5)

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمانیت کا علم سے کوئی تعلق ہے۔ یہ معلوم کرنا چاہئے کہ رحمانیت کو علم سے کونسی مشابہت ہے جس کی وجہ سے قرآن کریم جو تمام علوم میں سب سے زیادہ جامع ،سب سے اُونچا مقام اور گہرائی رکھتا ہے علیم کی طرف منسوب کرنے کی بجائے رحمان کی طرف منسوب کیا ہے۔

حضرت خلیفہ المسیح الرابعؒ ان آیات کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''رحمان نے انسان کی تخلیق کی ہے اور رحمان ہی تھا جس نے قرآن عطا کیا۔تخلیق کے لئے رحمانیت کا جوڑ سمجھنے کے لیے خدا تعالیٰ نے انسان کی بہترین مثال پیش فرمادی۔انسان تخلیق کی وہ آخری شکل ہے جس میں سب سے زیادہ رحمانیت جلوہ گر ہے کیونکہ انسان کو سب سے زیادہ چیزیں وہ عطا ہوئی ہیں جو بن مانگے عطا ہوئیں اور جو درجہ کمال تک پہنچی ہوئی ہیں۔کوئی اور مخلوق اس میں انسان کا مقابلہ نہیں کرتی بلکہ تمام کائنات کا خلاصہ انسان ہے.....وہ ضرورت جو کم سے کم ہے جس کے پورا ہو جانے کے بعد چیز کو بقا نصیب ہو جاتی ہے اور پیاس بجھ جاتی ہے۔وہ ضرورت پورا کرنے کا بعد اگر مزید کچھ عطا کی جائے تو وہ واجبی ضرورت سے زیادہ ہے اور اس کے لئے رحمان کا ہونا ضروری ہے ورنہ آپ روز مرہ کی زندگی میں تو رحمان نہیں بنتے۔مزدور نے جب آپ کا کوئی کام کیا ہو تو بالعموم انسان کم سے کم دے کر پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتا ہے۔۔۔ واجبی ضرورت بھی پوری نہیں کی جاتی کسی حد تک پوری ہو جائے تو سمجھتے ہیں کہ ذمہ داری ادا ہو گئی۔وہ تو رحمان نہیں کہلا سکتے۔ پس تخلیق میں کوئی بھی زندگی کا ایسا ذرّہ آپ کو دکھائی نہیں دے گا خواہ وہ زندگی کی کسی نوع سے تعلق رکھنے والا ہو جس کے ذرّے کے اندر بھی رحمانیت کا جلوہ دکھائی نہ دیتا ہو۔رحمان خدا کو علم کے بغیر رحمانیت کو تخلیق میں ڈھالنے کی استطاعت ہی نہیں ہو سکتی تھی اور سب سے زیادہ عالم وہ ہوتا ہے جو چیز کو خود بنانے والا ہو.....اس سے بڑھ کر عالم دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتا، پس رحمان میں ہی علم بھی شامل ہے اور رحمان میں تخلیق بھی شامل

ہے۔'' (خطبہ جمعہ 14 دسمبر 1990)

پھر ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

﴿ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ﴾ (سورۃ الملک آیت 20)

یعنی کیا ان لوگوں نے اپنے سروں پر پرندوں کو اڑتے ہوئے نہیں دیکھا کہ کبھی وہ بازو کھولے ہوئے ہوتے ہیں اور کبھی سمیٹ لیتے ہیں۔ رحمان ہی ہے کہ ان کو گرنے سے تھامے رکھتا ہے۔

رحمانیت ایک عام رحمت ہے جو بطور احسان ہوتی ہے اور اس کا فیض ہر مومن، کافر بلکہ ہر نوع حیوان کو پہنچتا ہے۔ انسان اور دوسرے حیوانات کو قدیم زمانے سے اللہ تعالیٰ کی مرضی سے فائدہ پہنچتا رہا ہے اور پہنچ رہا ہے۔ اس میں کسی کے عمل کا دخل نہیں، نہ کسی کا حق ہے جس کا پھل مل رہا ہے بلکہ یہ خاص فضل ایزدی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بعض چیزوں سے امیر و غریب، فرمانبردار اور نافرمان بلکہ مشرک بھی فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ اس فیض کی بنا مخلوق کی پیدائش، اس کے عمل، اس کی کوشش اور اس کے سوال کرنے سے پہلے ہی رکھی گئی ہے۔ مثال کے طور پر چاند اور سورج اطاعت گزاروں اور نافرمانوں سبھی پر چڑھتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہر ایک چیز کو اس کے مناسب حال قویٰ کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ آسمان و زمین میں موجود ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔ اُسی کے لئے اس نے درخت، پھل، پھول اور خوشبوئیں پیدا کیں۔ صحت قائم رکھنے کے لئے ذرائع، بیماری کے لئے علاج اور دوائیں پیدا کیں۔ سب کچھ انسان کی پیدائش سے پہلے مہیا فرمایا۔ رسولوں کی بعثت، انبیاء اور کتب کا نزول وغیرہ کسی کام کرنے والے کے کام یا گریہ وزاری یا دعا کا نتیجہ تو نہیں ہے۔ بلکہ سب ہمارے ارحم الراحمین کی رحمانیت ہے۔

﴿ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ (الانبیا: 43)

یعنی ان کافروں اور نافرمانوں کو کہہ دو کہ اگر خدا میں صفت رحمانیت نہ ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ تم اس کے عذاب سے محفوظ رہ سکتے۔ اس کی رحمانیت کا اثر ہے کہ وہ کافروں اور بے ایمانوں کو مہلت دیتا ہے اور جلد نہیں پکڑتا۔ رحمانیت نہ ہوتی تو انسانوں کی اکثریت اپنے ظلموں کی وجہ سے تباہ ہو جاتی۔

''پھر رحمان کی رحمانیت یہ بھی ہے کہ ہر جاندار کی پیدائش سے پہلے ان کی ضروریات زندگی یعنی ہر جاندار کو زندہ رکھنے کے لئے چاند، سورج، ہوا، پانی جس قدر اشیاء ہیں اُس کے پیدا ہونے سے پہلے ہی مہیا کر دیں پھر ایک انسان کی تخلیق پر غور کریں مثلاً اگر ہم انسانی دماغ کو ہی دیکھیں جو ناقابل یقین خوبیوں کا مالک ہے۔ اس کے بے شمار کام ان خوبیوں کو بیان اور واضح کرتے ہیں کیونکہ یہ سب کام ان خوبیوں کی مرہون منت ہے۔ یہ بہت سے عضلات یا پٹھوں کے کام کو ہم آہنگ کرتا ہے بہت سے جسمانی کاموں مثلاً نظام تنفس اور دل کی دھڑکن کو بھی کنٹرول کرتا ہے اسی طرح اس کے اندر یادداشت کا نظام ہے جو ہزاروں عکس مہیا کرتا ہے جن کو فوری طور پر یاد کیا جا سکتا ہے کیا کوئی اس بات کی وضاحت پیش کر سکتا ہے۔''

(ذہین خالق صفحہ 86-85)

﴿ قَالَتْ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ○ (المریم 19)

عیسائیت خدا تعالیٰ کی رحمانیت ہی کی منکر ہے اور عیسائیت کی بنیاد ہی اس امر پر ہے کہ خدا رحمٰن نہیں۔ اگر وہ رحمٰن ہے تو پھر وہ گناہ بھی بخش سکتا ہے لیکن عیسائیت کہتی ہے کہ وہ کسی کو بخش نہیں سکتا کیونکہ یہ اس کے عدل کے خلاف ہے...... لیکن قرآن

کہتا ہے کہ حضرت مریم نے جب یہ نظارہ دیکھا تو انہوں نے کہا اگر تو تقی ہے تو میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں، رحمٰن کے معنے ہیں وہ ہستی جو بغیر کسی عمل کے انسان کو اپنی نعمتوں سے متمتع کرتی ہے.... وہ ہستی جو بے محنت اور کوشش کے اپنا فضل نازل کرتی ہے گویا وہ اس قدر گھبرا گئیں کہ انہوں نے کہا خدایا تو میرے عمل کو نہ دیکھ کہ میں نے تیری رضا کے لئے کچھ کیا ہے یا نہیں میں تجھے رحمانیت کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ تو مجھے اس کے شر سے محفوظ رکھ.... ان الفاظ میں اس امر کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ جب انسان انتہائی مشکلات میں مبتلا ہو اور کرب و بلا نے اسے گھیرا ہوا ہو تو اس وقت وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا کرے کہ خدایا میرا کوئی عمل نہیں۔ لیکن میں بے عمل ہوتے ہوئے بھی تیری رحمانیت کا تجھے واسطہ دیتا ہوں اور تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھ پر اپنا فضل نازل فرما۔ (تفسیر کبیر جلد 166-167)

اے میرے باپ شیطان کی عبادت نہ کر۔ شیطان یقیناً رحمان کا نافرمان ہے۔ اے میرے باپ! یقیناً میں ڈرتا ہوں کہ رحمان کی طرف سے تجھے کوئی عذاب پہنچے۔ پس تو (اُس وقت) شیطان کا دوست نکلے۔ (المریم 45-46)

اس جگہ اللہ تعالیٰ نے عذاب کے لئے رحمٰن کا لفظ استعمال کیا حالانکہ عذاب نازل کرنا خدائے رحمٰن کا کام نہیں۔ اس کے لئے خدا کی بعض اور صفات ہیں مثلاً جبار، قہار، ذوالانتقام۔ اس جگہ رحمان صفت کے ذکر کی وجہ بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:۔

''یہ معنے ہیں کہ میں ڈرتا ہوں کہ تجھ پر وہ عذاب نازل نہ ہو جو رحمانیت کی صفت کی وجہ سے نازل ہوتا ہے۔ تمہیں خدا نے مالک بنایا تھا پتھروں کا، تمہیں خدا نے مالک بنایا تھا آگ کا، تمہیں خدا نے مالک بنایا تھا ہوا کا، تمہیں خدا نے مالک بنایا تھا پانی کا، اور یہ ساری چیزیں وہ ہیں جو خدا تعالیٰ نے اپنی رحمانیت کی وجہ سے تم کو دیں مگر انہی چیزوں کو تم نے اس کا شریک بنا لیا۔ دنیا میں جس قدر بُت پائے جاتے ہیں وہ سارے کے سارے رحمانیت کے ماتحت آتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کو خدا تعالیٰ نے بھیجا اور اس لئے بھیجا کہ وہ اُس کے بندوں کی خدمت کریں، مگر لوگوں نے انہی کو خدا کا بیٹا بنا لیا۔ تو شرک ہمیشہ رحمانیت کی صفت کے انکار کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔ اسی لئے ہندو اور عیسائی خدا تعالیٰ کو رحمان نہیں مانتے... اس لئے جو قومیں شرک کرتی ہیں ان کے متعلق خدا تعالیٰ کی رحمانیت کی صفت کہتی ہے کہ میری ہتک انتہا تک پہنچ چکی ہے اب ان پر عذاب نازل ہونا چاہئے۔'' (تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ 279)

اسی طرح ہم نے تجھے ایک ایسی اُمت میں بھیجا جس سے پہلے کئی اُمتیں گزر چکی تھیں تاکہ تُو اُن پر وہ تلاوت کرے جو ہم نے تیری طرف وحی کیا حالانکہ وہ رحمان کا انکار کر رہے ہیں، تو کہہ دے وہ میرا رب ہے۔ کوئی معبود اس کے سوا نہیں۔ (سورۃ الرعد آیت 31)

اس آیت یہ معلوم ہوتا ہے کہ عذاب میں تاخیر ہونا بھی رحمانیت کے ماتحت ہوتا ہے۔ یہ لوگ تو کہہ رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ رحمان نہیں ہے اگر وہ رحمان نہ ہوتا تو یہ لوگ کب کے تباہ ہو چکے ہوتے ان کا کون سا عمل ایسا ہے جس کی وجہ سے یہ بچے ہوئے

ہیں۔اصل میں رحمانیت ہی ہے جو ان کی حفاظت کر رہی ہے اور عذاب کو ٹالے ہوئے ہے۔جیسا کہ ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ

تو کہہ دے جو گمراہی میں ہوتا ہے رحمان اسے ضرور مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ آخر جب وہ اُسے دیکھ لیں گے جس کا وعدہ دئیے جاتے ہیں، خواہ وہ عذاب ہو یا قیامت کی گھڑی، تو وہ ضرور جان لیں گے. (المریم76)

رحمانیت اور رحیمیت میں فرق

رحمانیت اور رحیمیت ایک درخت ہے اور تمام صفات الٰہی اس کی شاخیں ہیں۔یہ دونوں ایسی صفات ہیں کہ بغیر ان کے کوئی کام دنیا کا یا دین کا ہو انجام کو پہنچ نہیں سکتا۔رحمانیت اور رحیمیت میں فرق یہ ہے کہ رحمانیت میں فعل اور عمل کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔مگر رحیمیت میں فعل وعمل کو دخل ہے لیکن کمزوری بھی ساتھ ہی ہے۔خدا کا رحم چاہتا ہے کہ پردہ پوشی کرے۔

رحم کا رحمی رشتہ سے تعلق ہے۔یہ جو قریبی رشتے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کو جوڑا گیا ہے۔

حدیث قدسی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے رِحم کو پیدا کیا تو فرمایا مَیں رحمٰن ہوں تُو رِحم ہے، میں نے تیرا نام اپنے نام میں سے بنایا ہے۔پس جس نے تجھے جوڑا میں بھی اس سے اپنا تعلق جوڑوں گا اور جس نے تجھے کاٹا مَیں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کردوں گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس رحمٰن خدا کی پہچان کی توفیق عطا فرمائے۔اس کا فیض عام اور اس کی رحمت جو ہر چیز پر حاوی ہے ہمیں اس کی عبادت کی طرف مزید توجہ دلانے والی ہو اور پھر اس فیض کو اپنی زندگیوں پر لاگو کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

ہجومِ مشکلات سے نجات حاصِل کرنیکا طریق

منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اِک نہ اِک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کُچھ قضا کے سامنے
چھوڑنی ہوگی تجھے دُنیائے فانی ایک دن
ہر کوئی مجبور ہے حُکمِ خُدا کے سامنے
مستقل رہنا ہے لازم اَے بشر تجھ کو سَدا
رنج و غم یاس و اَلم فِکر و بلا کے سامنے
بار گاہِ ایزدی سے تُو نہ یُوں مایُوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے
حاجتیں پُوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے
چاہیے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دُوئی
سر جُھکا بس مالکِ ارض و سما کے سامنے
چاہیے نفرت بَدی سے اور نیکی سے پیار
ایک دن جا نا ہے تجھ کو بھی خدا کے سامنے
راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھّر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

(از درثمین صفحہ:157)

صلہ رحمی

شاہدہ نسرین مجلس لامبرسیتر

صلہ رحمی سے مراد ہے رشتہ داروں سے تعلقات وابستہ رکھنا۔ قرابت داری کو نبھانا۔ رشتوں کو جوڑے رکھنا۔ اس کے مقابلے پر بے توجہی، بے پروائی برتنے اور قطع تعلقی کرنے کو قطع رحمی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ رشتہ داروں اور عزیز و اقارب سے حسن سلوک کی تاکید اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بارہا فرمائی ہے۔ ارشاد ربّانی ہے:۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ط (النسآء : 2)

ترجمہ:۔ ''اور اللہ سے ڈرو جس کے نام کے واسطے دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رحموں کے تقاضوں کا بھی خیال رکھو۔''

یہاں تقویٰ سے مراد یہ ہے کہ خدا کی ناراضگی کے خوف سے بچتے ہوئے اپنے فرائض ادا کرنا۔ خدا نے یہاں صلہ رحمی کی اس قدر تاکید کی ہے کہ اپنے حقوق کے بعد رحمی تعلقات کی نگرانی کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ میں فرماتا ہے۔

''تو کہہ دے کہ تم اپنے مال میں سے جو کچھ بھی خرچ کرنا چاہو تو والدین کی خاطر کرو اور اقرباء کی خاطر۔'' (سورۃ البقرہ آیت نمبر 216)

یہاں ذی القربیٰ فرما کر دوسرے اہل قرابت کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق کی ادائیگی کی بھی وصیت فرمائی۔

حضور ﷺ نے بھی اپنی تعلیم میں ایمان کے بعد جن چیزوں پر بہت زیادہ زور دیا ہے ان میں ایک یہ ہے کہ انسان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرے اور رشتہ داروں کے ساتھ حقوق صلہ رحمی کے تقاضے پورے کرے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے ''کہ وہ شخص صلہ رحمی کرنے والا نہیں جو برابر کا معاملہ کرنے والا ہے۔ صلہ رحمی کرنے والا تو وہ ہے جو دوسرے کے توڑنے پر صلہ رحمی کرے۔'' (بخاری)

اس بات پر بہت ہی توجہ کرنے اور سوچنے کی ضرورت ہے۔ احسان کرنے والے کے ساتھ تو بالعموم احسان ہی کیا جاتا ہے۔ خواہ وہ اجنبی ہی ہو۔ صلہ رحمی تو درحقیقت یہ ہے کہ اگر دوسری طرف سے بے اعتنائی، بے نیازی اور قطع تعلق ہو اور آپ اس کو جوڑنے کی فکر میں لگے رہیں۔ اس کو نہ دیکھیں کہ وہ کیا برتاؤ کرتا ہے۔ یہ سوچیں کہ میرے ذمے کیا فرائض ہیں۔ مجھے کیا کرنا چاہئے۔

آجکل رشتہ داروں اور عزیزوں میں یہ بات پیش آجاتی ہے کہ ذراسی بات پر ناراض ہو کر ایک دوسرے سے باہمی میل جول ختم کر لیتے ہیں اور پھر یہ ناراضگی طویل عرصہ تک یا ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ اپنے آپ کو بے قصور سمجھتے ہوئے بھی صلح کا ہاتھ بڑھانا ہر ایک کیلئے آسان نہیں ہوتا۔ اور اسی لئے تو ایسی نیکیوں کا اجر بھی زیادہ ہے کہ اپنے نفس کو مار کر اللہ کے حکم کے مطابق رشتوں کو قائم رکھنے کی کوشش کی جائے۔ اور قطع رحمی سے بچا جائے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے ''کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہ جائے گا۔'' (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کی

خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے ایسے رشتہ دار ہیں کہ اگر میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں اور بنا کر رکھوں تو وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں اگر حسنِ سلوک کروں تو بدسلوکی سے پیش آتے ہیں۔ اور اگر میں ان کے حق میں بردباری سے کام لوں تو وہ میرے خلاف جہالت یعنی اشتعال انگیزی کا رویّہ اختیار کرتے ہیں۔ حضورﷺ نے یہ سُنکر فرمایا۔ جیسا تو نے کہا ہے اگر تو ایسا ہی ہے تو تُو ان کے منہ مَٹی ڈالتا ہے یعنی تیرا ہاتھ اوپر ہے تیرا احسان ان پر ہے اور جب تک تو اس حالت میں ہے ان کے خلاف اللہ تعالیٰ تیری مدد کرتا رہے گا۔''

(حدیقۃ الصالحین: حدیث نمبر: 288)

صلہ رحمی کی دو صورتیں یہ ہوسکتی ہیں کہ انسان اپنی کمائی سے اہل قرابت کی مالی خدمت کرے اور دوسرا یہ کہ اپنے وقت اور زندگی کا کچھ حصّہ ان کے کاموں میں لگائے۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمدﷺ اخلاق کے بلند ترین مقام پر فائز تھے جیسا کہ اللہ جلشانہ نے فرمایا:۔

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ O (القلم: 5)

صلہ رحمی جیسا خلق آپﷺ کی سیرت کا اہم پہلو تھا۔ جس روز آپﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی آپﷺ احساس ذمّہ داری سے اس قدر گھبرائے کہ جسم مبارک پر ایک کپکپی سی طاری ہوئی سارا ماجرا گھر تشریف لا کر اپنی مونس و غمگسار بیوی کے گوش گزار کیا تو وہ بے ساختہ آپﷺ سے مخاطب ہوئیں کہ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں ہونے دے گا آپ صلہ رحمی کرتے ہیں کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں جو خوبیاں معدوم ہو چکی ہیں۔ ان کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ، مہمان نواز ہیں ضروریات حقہ میں مدد کرتے ہیں۔

حضرت خدیجہؓ کا یہ بیان آنحضورﷺ کے اخلاق عالیہ اور سیرت طیبہ پر زبردست دلیل ہے۔ اور صلہ رحمی کے وصف کی اہمیت پر بھی خوب روشنی ڈالتا ہے۔ بلاشبہ حضرت خدیجہؓ کی یہ شہادت محمدﷺ کی قوت قدسیہ کا روشن ثبوت ہے۔

حدیث مبارکہ ہے کہ:۔

حضرت ابو طفیلؓ بیان کرتے ہیں ''کہ میں نے حضورﷺ کو دیکھا آپﷺ گوشت تقسیم فرما رہے تھے اسی دوران ایک عورت آئی اور آپﷺ نے ان کے لئے اپنی چادر بچھا دی اور وہ عورت اس پر بیٹھ گئی میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ خاتون کون ہیں جسکی حضور اتنی عزت افزائی فرما رہے ہیں لوگوں نے بتایا کہ یہ حضور کی رضاعی والدہ ہیں۔'' (حدیقۃ الصالحین صفحہ 420 حدیث نمبر 396)

بلاشبہ صلہ رحمی میں والدین سرفہرست ہیں، پھر بہن بھائی اور پھر والدین کے رحمی رشتہ دار یعنی چچا، ماموں، خالہ، اور پھوپھو اور ان کی اولاد۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ لوگوں میں سے حسن سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے۔'' آپﷺ نے فرمایا تیری ماں۔ پھر اس نے پوچھا۔ پھر کون؟ آپﷺ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپﷺ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے چوتھی بار پوچھا۔ پھر کون؟ آپﷺ نے فرمایا۔ ماں کے بعد تیرا باپ تیرے حسنِ سلوک کا زیادہ مستحق ہے۔ پھر درجہ بدرجہ قریبی رشتہ دار۔'' (حدیقۃ الصالحین: حدیث نمبر 285)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں آنحضورﷺ نے فرمایا:۔

''انسان کی بہترین نیکی یہ ہے کہ اپنے والد کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرے جبکہ اس کا والد فوت ہو گیا ہو یا کسی اور جگہ چلا گیا ہو۔'' (حدیقۃ الصالحین 397)

اسی طرح رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ ''بڑے بھائی کا حق اپنے چھوٹے بھائیوں پر اس طرح کا ہے جیسا کہ والد کا حق اپنے بچوں پر۔''

(حدیقۃ الصالحین 398)

ایک دن ایک شخص آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھ سے ایک بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے کیا اس سے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تمہاری ماں زندہ ہے بولا نہیں۔ پھر پوچھا کیا تمہاری خالہ ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے نیکی کرو۔ (ترمذی)

حضرت اُم المومنین میمونہؓ نے ایک لونڈی آزاد کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو اپنے ماموں کو دے دیتی تو تجھے بڑا اجر ملتا۔ (بخاری و مسلم)

رسول کریم ﷺ اپنی ازواج مطہرات سے انتہائی دلداری کا سلوک فرماتے اور ان کے عزیز و اقارب سے بھی بہت شفقت فرماتے۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد ان کی سہیلیوں تک کو گوشت اور تحائف بھجوایا کرتے تھے۔ آنحضور ﷺ کے یہ ذرّیں ارشادات اور پاکیزہ نمونہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

میاں بیوی دونوں کے رحمی رشتہ دار ہوتے ہیں لہٰذا ایک دوسرے کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور حسن سلوک اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں ڈوب کر کریں تو یقیناً ہم حقیقی ثواب کے مستحق ہوں گے۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ کو رحمی رشتوں کا اتنا پاس تھا کہ حضرت ابراہیمؑ نے آپؐ کی پیدائش سے کوئی اڑہائی ہزار سال پہلے ایک نیک مصری خاتون سے شادی کی تھی جن کی نسل سے آپ کی قوم تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا جب تم مصر فتح کرو تو وہاں کے لوگوں کا خیال رکھنا وہ تمہارے رشتہ دار ہیں تمہاری دادی حاجرہ مصر سے تھیں۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا:۔

''بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور جب اس کی تخلیق سے فارغ ہوا تو رشتہ داری اس کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئی۔ یہ مقام اس کا ہے جو رشتہ داری توڑنے سے تیری پناہ چاہے ارشاد ہوا ہاں کیا تو اس بات پہ راضی نہیں کہ جو تجھے جوڑے میں اس سے تعلق جوڑوں اور جو تجھ سے توڑے میں اس سے تعلق توڑ لوں؟ عرض کی اے رب! کیوں نہیں فرمایا کہ تجھے یہ شرف دیا۔'' (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب باب 569 حدیث 921)

صلہ رحمی کا خلق جنت کے حصول کی ضمانت ہے۔

''کسی نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی عمل بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ ارشاد فرمایا. اللہ کی عبادت کرو کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ نماز قائم کرو زکوٰۃ دو اور صلہ رحمی کرو۔'' (صحیح بخاری باب 566 فضل صلۃ الرحم حدیث 925)

''آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک مہربانی ایک ایسی شاخ ہے جو رحمٰن سے ملی ہوئی ہے پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو اس سے ملے گا تو میں اس سے ملوں گا جو اس سے تعلق توڑے گا تو میں اس سے قطع تعلق کر لوں گا۔'' (صحیح بخاری جلد سوم کتاب الادب حدیث 926)

پھر فرمایا کہ جس کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ اس کا رزق فراخ ہو اور اس کی عمر دراز ہو جائے تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کیا کرے۔

آقائے دو جہاں سرور کائنات حضرت محمد ﷺ کے حقیقی عاشق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صلہ رحمی کو حقیقی احمدی ہونے کے لئے لازمی قرار دیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:۔

''جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلافِ قرآن نہیں ہیں۔ ان کی بات نہیں مانتا اور اُن کی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔''

(کشتی نوح:صفحہ: 23)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دشمن سے صلہ رحمی کا معاملہ:۔

''جب گورداسپور کی عدالت نے مقدمہ دیوار کے گرائے جانے کا فیصلہ صادر کیا تو عدالت نے مخالفین مرزا نظام الدین اور مرزا امام دین کے خلاف ہرجانہ اور خرچہ کی ڈگری بھی کردی۔ جس پر حضرت اقدس کے معاند سخت پریشان ہوئے وہ اپنی مالی حالت کی وجہ سے مطلوبہ رقم 144 روپے پانچ آنے سات پائی ادا کرنے کے قابل نہ تھے انہوں نے حضرت اقدس کی خدمت میں بذریعہ خط درخواست کی کہ انہیں یہ رقم معاف کردی جائے۔ جس پر حضرت اقدسؑ نے ان دیرینہ دشمنوں کو یہ رقم معاف فرما دی۔'' (تاریخ احمدیت جلد سوم منقول از انصاللہ مارچ 2001 صفحہ 18)

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ اپنے والدین کے نہایت فرمانبردار تھے ان کا حکم نہ ٹالتے گو طبیعت کسی ملازمت وغیرہ کی طرف مائل نہ تھی مگر اپنے والد صاحب کے حکم کے ماتحت کسی نہ کسی کام میں لگے ضرور رہتے تھے۔ حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب فرماتے ہیں ''کہ بارہا دیکھا گیا کہ جب کبھی آپ والدہ صاحبہ کا ذکر کرتے تو آپ کی آنکھیں ڈبڈبا جاتیں اور آپ اس اثر کو ظاہر نہ ہونے دیتے۔'' (حیات احمد صفحہ 347)

آپؑ کے اعلیٰ اخلاق کی جھلک ہم آپؑ کی شریک حیات حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کی سیرت میں بھی دیکھتے ہیں آپ عام عورتوں سے مختلف تھیں نیک، متقی، بلند حوصلہ، اور صلہ رحمی کی عظیم مثال تھیں۔

حضرت اماں جان شادی کے بعد قادیان آئیں تو وہاں سب رشتہ داروں کو حضور کے خلاف دیکھا۔ یہاں تک کہ جو چند خادم تھے ان کے خلاف بھی گھر والوں نے بائیکاٹ کیا ہوا تھا حضور کا تعلق ان کی پہلی بیوی سے ان کے سلوک کی وجہ سے نہ ہونے کے برابر تھا۔ گھر کی رشتہ دار عورتوں کا یہ حال تھا کہ وہ یہ بھی پسند نہ کرتیں کہ کوئی حضرت صاحب کو کھانے کی چیز ہی تحفتاً بھیج دے۔ اور نہ ہی خود کھانے پینے کا خیال رکھتیں ان حالات میں حضرت اماں جان کا بیاہ کر آنا اور برا لگا۔ لیکن حضرت اماں جان نے سب کچھ بھلا کر سب سے اچھا سلوک کیا اور حضور سے اجازت لے کر آپ کی پہلی بیوی بچوں اور بھاوج سے ملنا شروع کر دیا۔ آپ سب کا بہت خیال رکھتیں اور ضرورت کے وقت ان کے کام آتیں اور ہر طرح سے مدد فرماتیں۔ آپ کی صلہ رحمی کی قابل تقلید مثال یہ ہے کہ آپ نے اپنی جوانی کی عمر میں جبکہ خواتین کو نئے لباس زیب تن کرنے اور زیورات بنانے کا شوق ہوتا ہے آپ اپنے ذاتی خرچ میں سے رقم بچا کر اپنے بھائی حضرت میر محمد اسماعیل صاحب کی میڈیکل کی تعلیم پر خرچ کرتی رہیں۔ آپ کی حیات مبارکہ اسی طرح کے بے شمار واقعات سے بھری پڑی ہے۔ ان چند صفحات میں اس مضمون کا احاطہ کرنا دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے۔ آپ اُم المومنین تھیں ۔ نہ صرف اپنے میکے اور سسرالی رشتہ داروں سے حسن سلوک کیا بلکہ تمام جماعت کے لوگوں سے مادری

شفقت سے پیش آئیں۔آپ مساکین یتامیٰ اور خدا تعالیٰ کی مخلوق کی پرورش اور خبر گیری فرماتی تھیں۔ بیوگان سے حسن سلوک آپ کی سیرت کا ایک الگ اور روشن پہلو ہے۔الغرضیکہ آپ نصرت جہاں تھیں اور اسم بامسمّٰی ام المومنین نے اپنی دونوں بیٹیوں کی تربیت بھی اسی رنگ میں کی کہ ہمدردیٔ مخلوق اور صلہ رحمی کے اوصاف ان کی شخصیتوں کے امتیازی پہلو ہوگئے۔

مکرمہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ حضرت مسیح موعودؑ کی صاحبزادی تھیں ان کی شادی بارہ برس کی عمر میں نواب محمد علی خانصاحب سے ہوئی۔آپ نے اپنی ساری زندگی اپنے خاوند کی پہلی اولاد اور دیگر سسرالی رشتہ داروں سے انتہائی مہربانہ سلوک روا رکھا۔آپ کی صاحبزادی محمودہ بیگم فرماتیں ہیں کہ ہماری بڑی والدہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ان سے ہمارے تین بڑے بھائی اور ایک بہن تھیں سوائے چھوٹے بھائی خالد کے سب امی جان سے بڑے تھے۔ان سے اتنی ہی محبت کی جتنی اپنے بطن کی اولاد سے۔ہمیں حیرت بھی ہوتی تھی اور رشک بھی آتا تھا کہ امی جان کو ہم سے زیادہ ان کا خیال ہے۔آپ مزید فرماتی ہیں کہ ہمارے والد صاحب احمدیت قبول کرنے کے بعد اپنے تقریباً تمام عزیزوں سے بعض جاہلانہ خیالات اور دین سے بے رغبتی کے باعث قطع تعلق کر چکے تھے۔گو صلہ رحمی کا ہمیشہ خیال رہتا۔اپنے بھائیوں سے بہت پیار کے باوجود بس کبھی کبھار مجبوراً ملنا ہوتا تھا۔امی جان نے آہستہ آہستہ سسرال کے سب رشتہ داروں کے ساتھ ابا میاں کی اجازت سے تعلقات بڑھائے۔اپنے حسن سلوک سے انہیں اپنا گرویدہ کرلیا وہ اپنے سب دکھ امی جان سے کرتے مشورے لیتے۔اپنے لڑائی جھگڑے کے فیصلے ان سے کرواتے ان کی نصیحت پر عمل کرتے۔وہ لوگ آپ کے حسن سلوک سے اتنے متاثر ہوئے۔ کہ ہر ایک کے سامنے بھی اور پیٹھ پیچھے بھی تعریف کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ہمیں اپنی ماؤں کے ساتھ وہ سکون نہیں ملتا جوان کے ساتھ ملتا۔(ماہنامہ مصباح اگست ستمبر 1889 صفحہ 9.10)

حضرت نواب امتہ الحفیظ صاحبہ حضرت مسیح موعودؑ کی چھوٹی بیٹی تھیں اپنے والدین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے صلہ رحمی کی اعلیٰ مثال تھیں۔حضرت مہر آپا فرماتیں ہیں کہ سیّدنا حضرت فضل عمر کے وصال پر جب میری عدت کے دن پورے ہوئے آپ یعنی حضرت امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ اس سے ایک دن پہلے صبح صبح میرے گھر آئیں میں ڈریسنگ روم میں تھی آپ نے مجھے اپنے بیڈ روم میں نہ پا کر ایک سینٹ کی شیشی میرے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ دی۔اور میری کارکنہ لڑکی کو یہ پیغام دے کر فوری طور چلی گئیں کہ مہر آپا کو کہنا آج تمہاری عدت ختم ہے۔نہاؤ کپڑے بدلو اور یہ سینٹ جو میں تمہارے لئے لائی ہوں یہ استعمال کرو اور آج کے دن سے میں تمہیں اچھے لباس میں دیکھوں تم اسی طرح پہنو اوڑھو۔ جہاں تک خدا تعالیٰ کا امتناعی حکم تھا وہ آج کے دن تک پورا ہو گیا اور بس۔ (دخت کرام صفحہ 229-230)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صلہ رحمی خدا کا حکم ہے۔ہمارے نبی کریم ﷺ نے اس پر بہت زور دیا ہے۔اور آپؐ کی شخصیت سیرۃ طیبہ کا امتیازی وصف صلہ رحمی تھا آپؐ کی اقتداء میں آپؐ کے غلام حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے اہل وعیال نے بھی حسن اخلاق کے اس بنیادی وصف کو خوب اپنایا اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اللہ اور اس کے رسول کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے صلہ رحمی کی توفیق بخشے۔آمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض

نادرہ نسرین مجلس نصر ثانی

ہمارے پیارے آقا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی اُمت کے حالات بتاتے ہوئے خبر دی تھی کہ ایک وقت آئے گا جب اسلام کی دینی حالت اس قدر بگڑ جائے گی کہ ایمان تک باقی نہ رہے گا مسلمان محض نام کے رہ جائیں گے قرآن کے الفاظ تو ہوں گے مگر اس پر عمل نہیں ہوگا غرضیکہ امت بگڑ کر ایسی شدید گمراہی میں مبتلا ہو جائے گی کہ **ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ** کا نظارہ ہوگا اور وہ وقت ہر لحاظ سے اُمت کے لیے بہت دردناک وقت ہوگا باوجود اس کے کہ یہ خطرناک روحانی اور مادی تنزل اُمت کے اپنے ہی اعمال و کردار کا نتیجہ ہونا تھا ہمارے آقا کے دل میں اُمت کے لیے شدید تڑپ تھی بے چین کر دینے والا درد تھا اور مادر مہربان کی طرح گہری شفقت اور رحمت کا جذبہ تھا چنانچہ یہی وجہ تھی کہ آپؐ نے اس دور ضلالت میں بھی امت کے لیے امید کی شمع روشن فرمائی اور اس نورِ ہدایت کی طرف راہنمائی کرتے ہوئے فرمایا دیکھو اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں میرا ایک غلام صادق اور عاشق کامل ایک سفید مینار کے ذریعے آئے گا اور اُمت کے لیے ہدایت اور نور کے سامان کرے گا آپؐ نے اس موعود کا ذکر کرتے ہوئے اُمت کو یہ تاکیدی نصیحت بھی فرمائی کہ دیکھنا اس کو ضرور قبول کرنا خواہ برف کے تودوں پر سے چل کر اس کے پاس پہنچنا پڑے اور اپنے اس پیارے کے لیے اپنا سلام بھی امت کے سپرد کیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد چونکہ ایمان ثریا سے لے کر زمین پر لانا اور قرآن کریم کی محبت کو دلوں میں بٹھانا تھا اور چونکہ آپ آنحضرت ﷺ کی کامل پیروی کرتے ہوئے آئے تھے اس لیے ضروری تھا کہ آپؑ کے پاس قرآن کریم کا علم، الٰہی تائید کے ساتھ میسر ہو اور آپؑ کے اندر قرآن کا ایک ایسا عشق ہو جس کی نذیر دنیا میں نہ ملتی ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ابتدا سے ہی قرآن کریم کی محبت آپؑ کی فطرت میں ودیعت کردی تھی۔ آپؑ کی سیرت سے اور آپؑ کے صحابہ کے قرآن کے عشق کے متعلق واقعات سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپؑ کے دل میں قرآن کے لیے ایک ایسی عزت، شوق اور عشق تھا کہ اس کو لفظوں میں بیان کرنا ناممکن ہے۔

1882ء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ماموریت کا پہلا الہام نازل ہوا اور آپؑ کو یہ علم دیا گیا کہ تجدید دین اور احیائے اسلام کی خدمت آپ کے سپرد کی گئی ہے۔ تاہم آپ نے باقاعدہ رنگ میں فوری طور پر کسی قسم کا دعویٰ نہیں کیا۔ لیکن متواتر الہامات کے باعث 1885ء میں آپؑ نے اپنے آپ کو محض مجدّد وقت کی حیثیت سے پیش کیا۔ حالانکہ جو الہامات آپؑ کو 1883ء اور اس کے بعد ہوئے ان میں آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے صریح طور پر مسیح، نبی اور نذیر کے ناموں سے یاد کیا تھا۔

چنانچہ متواتر الہامات کے بعد آپؑ نے 23 مارچ 1889ء میں خدا کے حکم سے مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور باقاعدہ جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھتے ہوئے سلسلۂ بیعت کا آغاز فرمایا۔ آپؑ کے دعویٰ کے ساتھ ہی شدید مخالفت اور تکذیب و تکفیر کا غلغلہ بلند ہوا۔ آپؑ نے خدا تعالیٰ کے حضور فریاد کی۔ کہ اے خدا کیا میں تیری طرف سے نہیں اے خدا تو آسمان سے میرے لیے نصرت نازل فرما اور مصیبت کے وقت اپنے بندے کی مدد کے لیے آ۔

اس دعا کے بعد رمضان المبارک کے مہینے میں عین پیشگوئی کے مطابق 20 مارچ 1894ء کو چاند گرہن ہوا اور 6 اپریل 1894ء کو سورج گرہن لگا۔ اور یہ سماوی نشان اسلام کی صداقت، آنحضرت ﷺ کی صداقت اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی زبردست دلیل ٹھہرے گویا

خود خالق ارض وسماء نے یہ گواہی دی کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی وہی مسیح موعود اور مہدی موعود ہیں جن کے بارے میں سابق انبیاء اور خود آنحضرت ﷺ نے واضح پیشگوئی فرمائی تھی۔

؎ یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں اوّل خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کے لیے کرامت ہو یہی دلیل تھی جو صحابہ میں پیدا ہوئی تھی۔ یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے جب تک تم میں سے ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے اس کا انجام اچھا نہیں“۔ (ملفوظات جلد اوّل 336)

آپؑ فرماتے ہیں کہ ”میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے ایک والدہ مہربان اپنے بچوں سے کرتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں تو صرف ان عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول“ (اربعین نمبر 1 صفحہ 2)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لیے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے لئے دعا کرنا بھی سنت نبوی ہے شکر کی بات ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا جس کے واسطے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو ایک بھی ایسا نہیں“۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 96)

حقوق العباد ایک ایسا فعل ہے جس سے انسان کی عظمت کا صحیح طور پر پتا چلتا ہے کسی انسان کی عظمت کا اندازہ کرنا ہو تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس کے اندر کس قدر جوہر پوشیدہ ہیں اور وہ کن اعلیٰ اوصاف کا مالک ہے بلکہ اس اعتبار سے بھی پرکھنا ہوگا کہ اس کے دل میں خلقِ خدا کا کس قدر درد موجود ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے ذمے دو فرائض لگائے ہیں ایک اُس مالک کی اطاعت اور دوسرے اس کے بندوں سے پیار۔ یعنی ایک حقوق اللہ اور دوسرا حقوق العباد۔ حقوق اللہ میں اگر کوئی کوتاہی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ غفور الرّحیم ہے وہ معاف کرسکتا ہے لیکن اگر حقوق العباد کا جرم سرزرد ہو جائے تو اسے وہ معاف نہیں کرے گا حالانکہ وہ قادر مطلق ہے مگر اس مقام پر اس نے معاف کرنے کا حق صرف اور صرف اسی کو دیا ہے جس کا حق مارا گیا ہو۔ خلق خدا کی خدمت ان سے ہمدردی اور پیار حقوق العباد میں سرفہرست ہیں اور اس کی صف میں میاں بیوی، والدین، رشتہ دار، ہمسائے اور مہمان کے حقوق شامل ہیں۔

دنیا میں لوگ پیار و محبت کرتے ہیں اور یہ پیار و محبت بہت آسان اور نسبتاً سہل ہے۔ جو کہ قرابت داروں عزیز و اقارب اور دوستوں اور ملنے جلنے والوں سے کیا جائے۔ لیکن حسن سلوک اور اعلیٰ اخلاق اور بلند اقدار کا صحیح اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ مقابل پر ایک ایسا وجود ہو جو کہ ناپسندیدہ ہو اور وہ آپ سے بغض رکھتا ہو اور اس دشمنی میں وہ آپ کی جان کے درپے ہو۔ یہ ایک ایسا مقام اور موقع ہوتا ہے کہ جذبات کو قابو میں رکھنا اور اپنے دشمن کے ناروا اور ناقابل برداشت قیل و قال اور اعمال کے مقابلے میں شائستگی سے بات کرنا ہر شخص کے بس میں نہیں ہوتا مگر ہمارا مذہب ہر حال میں انسانی ہمدردی اور بنی نوع انسان کی بھلائی کی تعلیم دیتا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت مسیح موعودؑ نے دس شرائط بیعت میں سے ایک شرط یہ رکھی کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچاتا رہے گا۔

پس ہر احمدی ہمیشہ یہ بات ذہن نشین رکھے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کرتے رہیں گے تو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں گے اور یوں جنت کے وارث بھی بنتے رہیں گے یہ جنت اس دنیا میں بھی ملے گی اگلے جہان میں بھی۔

؎ یہی ہے عبادت، یہی دین و ایماں کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

دِل کا حلیم ہو گا

(یاسمین علی مجلس لورنشلوگ)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے 20 فروری 1886ء کو ایک عظیم پیشگوئی شائع کی۔ جو پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے مشہور ہے۔اس پیشگوئی کے ایک حصّے کے الفاظ یہ ہیں۔

''سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک ذکی غلام (لڑکا تجھے ملے گا) وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت و نسل سے ہوگا۔خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اُس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔اُس کو مقدس روح دی گئی ہے وہ رجس سے پاک ہے۔وہ نور اللہ ہے۔مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔اُس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔وہ کلمۃ اللہ ہے۔کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔وہ سخت ذہین و فہیم اور دل کا حلیم ہو گا۔''

والدہ سے محبت اور عزت واحترام

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت فضلِ عمرؓ بچپن ہی سے حضرت امّاں جان سے بہت مانوس تھے۔اور آپ کی عزت و محبت ہر وقت آپ کے آرام کا خیال حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد بہت بڑھ گیا تھا۔ایک بار امّاں جان بیمار ہوئیں تو مجھے الگ لے جا کر کہا کہ میں بھی ایک دُعا کرتا ہوں اور تم بھی دُعا کرو اور کرتی رہو کہ اب امّاں جان کو ہم میں سے خدا تعالیٰ کسی کا غم نہ دکھائے اور امّاں جان کی زندگی میں برکت بخشے۔

(ماہنامہ خالد دسمبر 1986)

حضرت سیّدہ مریم صدیقہ صاحبہ (اُمّ متین) حضرت مصلح موعودؓ کے بارے میں فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ ایک عورت نے شکایت کی کہ میرا بیٹا میرا خیال نہیں رکھتا آپ سمجھائیں آپ بے اختیار رو پڑے اور کہنے لگے کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ بیٹا ماں سے بُرا سلوک کر ہی کیسے سکتا ہے۔

حضرت امّاں جان کا خود باوجود عدیم الفرصتی کے بہت خیال رکھتے اور اپنی بیویوں سے بھی یہی اُمید رکھتے کبھی فراغت ہوئی تو حضرت امّاں جان کے پاس بیٹھ جاتے آپ کو کوئی واقعہ یا کہانی سناتے سفروں میں اپنے ساتھ رکھتے جس موٹر میں خود بیٹھتے اِس میں حضرت امّاں جانؓ کو اپنے ساتھ بٹھاتے کہیں باہر سے آنا تو سب سے پہلے حضرت امّاں جانؓ سے ملتے اور آپ کی خدمت میں تحفہ پیش کرتے۔

''حضور کا روّیہ حضرت امّاں جانؓ سے ایسا مؤدبانہ پُر محبت خوبصورت اور قابلِ رشک تھا۔کہ اسے احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں۔ حضرت امّاں جان کو دیکھتے ہی حضور احتراماً کھڑے ہو جاتے جب تک حضرت امّاں جان آپ کے پاس قیام رکھتیں۔آپ اسی طرح اپنی تمام توجہات آپ کی طرف رکھتے۔آپ کے آرام کا خیال آپ کی ضروریات کا دھیان اس قدر تھا کہ بعض اوقات اپنا کام ہم لوگوں سے چھڑوا کر حضرت امّاں جان کے پاس بھجوا دیتے اور بار بار تلقین کرتے کہ جس قدر تم لوگوں سے ہو سکے حضرت امّاں جان

کی خدمت کو اپنا نصب العین بناؤ۔ایک دفعہ سندھ کے دورے پر حضرت امّاں جان کی طبعیت کی خرابی کی اطلاع ملی۔حضرت اقدس اس خبر سے اس قدر بے چین ہوئے کہ آپ کھانا پینا تک بھول گئے۔رات دن دُعاؤں صدقات اور تاروں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ یہاں تک کہ اپنے تمام کام چھوڑ کر حضرت امّاں جان کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور یہاں پہنچ کر اور آپ کو دیکھ کر ہی تسکین ہوئی یوں تو آپ حضرت امّاں جان کی ذراسی بھی تکلیف برداشت نہیں کر سکتے تھے۔مگر حضرت امّاں جان کی آخری علالت ایسی تھی جس نے حضور کی صحت پر نا قابلِ تلافی اثر ڈالا۔اس بیماری کے دوران آپ دن میں اور رات کے وقت کئی کئی چکر کاٹتے امّاں جان کے پاس جا کر بیٹھتے ڈاکٹروں سے مشورہ کرتے۔ازواج کے علاوہ دوسرے عزیزوں اور بچوں کو امّاں جان کی خدمت کے لئے خصوصیت سے ہدایت دیتے۔شدید علالت میں آپ تھوڑی تھوڑی دیر بعد امّاں جان کے پاس آتے پھر واپس اپنے کمرے میں چلے جاتے۔اندر سے دروازہ بند کر لیتے اور پھر خدا تعالیٰ کے سامنے کیا کیا تضرّعات کرتے؟ ہمیں دروازہ کھولنے پر اس قدر پتہ چلتا کہ آپ کا چہرہ درد و کرب کی وجہ سے تمتمایا ہوا ہوتا اور آنکھیں اشک باری سے سُرخ اور بوجھل ہوتیں میں نے آپ کی آنکھوں میں غم کے یہ آنسو پہلی دفعہ دیکھے اس سے پہلے گھر میں کئی حادثے گزرے لیکن اُس دُکھ کا اظہار خاموشی ہوا کرتی تھی مگر ماں کی بے پناہ محبت والفت نے صبر و شکیب کے سارے بند توڑ دیئے اور ان آنکھوں سے جس میں کبھی دُکھ کا اظہار آنسوؤں سے نہیں ہوا تھا آج اُن آنکھوں سے آنسو دھارے کی صورت میں بہتے دیکھ رہی تھی تمام سجدہ گاہ تر تھی۔ (ماہنامہ مصباح دسمبر،جنوری 1964)

بیویوں کے ساتھ حسن سلوک:۔حضرت مصلح موعودؓ

نے سات شادیاں کیں ایک وقت میں آپ کی چار بیویاں تھیں ان تمام شادیوں میں حضور کے پیشِ نظر جماعتی مفاد اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جذبہ ہی تھا۔آپ کی تمام شادیاں منشاء الٰہی کے تحت ہوئیں۔حضور کی خواہش اور تمنا تھی کہ ان شادیوں کے ذریعے عورتوں کی تعلیم وتربیت کا کام بہتر طور پر انجام پائے۔

محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید حضور کے تعدد ازدواج کے اسلامی و تمدنی تقاضوں کو بہترین رنگ میں ادا کرنے کے متعلق بیان کرتی ہیں۔

''حضور کی چار بیویاں ہیں اور ازدواجی زندگی میں تعدد ازدواج ایک بڑا نازک مرحلہ ہوتا ہے مگر حضور کے گھر کی جو کیفیت ہے اسے خدا تعالیٰ کا فضل اور حضور کی قوتِ قدسی کا اعجاز ہی کہنا چاہئے کیونکہ اتنے بڑے گھرانے میں جو محبت اور پیار کا نمونہ نظر آتا ہے دُنیا اس کی نظیر لانے سے قاصر ہے۔آپ اپنی بیویوں کے بارہ میں کامل عدل وانصاف سے کام لیتے ہیں۔افراد کی نسبت خرچ دیتے ہیں کبھی کسی کو شکوہ و شکایت کا موقع نہیں ملتا نہایت محبت اور شفقت سے پیش آتے ہیں سب بیویاں دل کی گہرائیوں سے آپ کی مدّاح ہیں سفروں میں باری باری لے جاتے ہیں۔گھر میں باریاں مقرر ہیں اور ہر ایک کے حقوق کا پورا خیال رکھتے ہیں۔

(الفضل خلافت جوبلی نمبر 28 دسمبر 1939 صفحہ نمبر 9)

حضور کی پہلی شادی محمودہ خاتون امِ ناصر سے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں ہوئی گویا یہ بہو حضور کا اپنے موعود عظیم فرزند کے لئے انتخاب تھا مگر اُس زمانے میں بھی حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بیٹے کی رائے کو بھی مدِّ نظر رکھا۔الفضل کے اجراء کے لئے اُمِّ ناصر نے جو اپنے زیورات کی قربانی دی حضور نے ہمیشہ ہی اس قربانی کا بہت ہی اچھے لفظوں میں اظہار فرمایا اور اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضور کی پسند نا پسند کا معیار عام شوہروں سے بہت مختلف خدمت دین کا جذبہ ہی تھا۔

حضور کی دوسری شادی امۃ الحی بنتِ حضرت خلیفہ اوّل سے ہوئی اس رشتہ کی کامیابی اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والے انعامات وبرکات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

میں نے عمر بھر کوئی ایسی کامیاب اور خوش کرنے والی شادی نہیں دیکھی جیسی میری شادی تھی مجھے فخر ہے کہ ان کی شادی مجھ سے ایسے زمانہ میں ہوئی جبکہ وہ چھوٹی عمر کی تھیں اور مجھے تعلیم دینے اور تربیت کرنے کا موقع مل گیا۔ (خطبات محمود جلد 204،205)

حضور آپ کی وفات پر بہت روئے مگر زیادہ پچھلوں کے لئے کہ ان کے سر پر سے ایک مفید وجود اُٹھ گیا اور عورتوں کی تعلیم کے متعلق آپ نے جو سکیم سوچی تھی وہ تمام درہم برہم ہوگئی۔

حضرت سیّدہ مریم صاحبہ اُمِ طاہر آپ مسیح موعودؑ کے دو بیٹوں سے بیاہی گئیں۔ اور پھر یہ بھی کہ آپ کے بطن سے وہ عظیم فرزند پیدا ہوا جو خلافت رابعہ کی مسند پر متمکن ہوا اور جس کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعودؑ کے کئی الہامات پورے ہوئے۔

حضور فرماتے ہیں کہ مریم کے دل میں ہمیشہ یہ خواہش رہتی تھی کہ کسی نہ کسی امر میں ان سے امتیازی سلوک ہو اور چونکہ خدا اور رسول کے حکم کے ماتحت میں ایسا نہ کرسکتا تھا وہ یہ یقین رکھتی تھیں کہ میں ان سے محبت نہیں کرتا اور دوسری بیویوں سے زیادہ محبت کرتا ہوں بعض دفعہ خلوت کی گھڑیوں میں پوچھتی تھیں کہ آپ کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے اور میں اس کا جواب دیتا کہ اس کے جواب سے مجھے خدا تعالیٰ کا حکم روکتا ہے آج اگر انہیں اللہ تعالیٰ اس دنیا میں آکر میرے دل سے نکلتے ہوئے اُن شعلوں کو دیکھنے کا موقع دے جو دل سے نکل کر عرش تک جاتے ہیں اور رحم کی استدعا کرتے ہوئے عرش کے پایوں سے لپٹ لپٹ جاتے ہیں تو انہیں معلوم ہو جائے کہ ان کے سوال کا کیا جواب تھا آپ نے ان کی وفات پر ''میری مریم'' اور اُردو محاورہ ''دل نکال کر دکھنا'' اپنے مضمون میں رقم فرمائے۔

(الفضل 12 جولائی 1944)

حضرت سیّدہ مریم صدیقہ صاحبہ (اُمّ متین چھوٹی آپا)۔ اللہ تعالیٰ نے ایک لمبے عرصے تک آپ کو حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت کا موقع عطا فرمایا اور سلسلہ کی خدمت کا بھی۔ آپ فرماتی ہیں میری شادی خاصی چھوٹی عمر میں ہوئی تھی میں نے جو کچھ حاصل کیا اور جو کام بھی کیا وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تربیت صحبت، فیض اور توجہ سے حاصل کیا۔ (الفضل 3 نومبر 1936ء)

آپ کی آخری شادی سیدہ مہر آپا بنت مکرم عزیز احمد شاہ سے ہوئی۔ اس شادی کے فوائد اور نتائج حضور کی عمر کے آخری حصےّ میں زیادہ نمایاں ہو کر سامنے آئے۔ جب حضرت اُمِّ متین صاحبہ اور مہر آپا صاحبہ نے بڑی جانفشانی، محنت اور محبت وعقیدت سے جماعت کے محبوب امام کی خدمت کا حق ادا کیا۔ حضور کی مزاج شناس بیویاں اپنے خاوند کے مزاج پر نظر رکھتیں اور ان کے دل اس کے دل کی دھڑکنوں کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر دھڑکتے تھے۔ حضور کا ایک سے زیادہ بیویوں اور بچوں کے جذبات واحساسات کا خیال رکھنے کے ساتھ ساتھ نظم وضبط اور انصاف مساوات کو قائم رکھنا ایک عبادت سے کم نہیں ہے۔

بچوں کے ساتھ سلوک ایک شفیق باپ

صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں جب میں نے ہوش سنبھالی بے انتہا پیار کرنے والا باپ دیکھا جو اپنی تمام مصروفیتوں بے شمار کاموں اور لاتعداد ذمہ داریوں کے باوجود اپنا بے پناہ پیار اپنے بچوں کو دے رہا تھا۔ جس کے دن رات خدمت اسلام، خدمتِ قرآن اور خدمتِ انسان میں گزر رہے تھے مگر وہ اپنے بچوں کے پیار، خاص طور پر لڑکیوں کے پیار میں اُسوۂ نبوی کے مطابق کسی قسم کی کمی نہیں کررہا تھا۔ (ماہنامہ مصباح نومبر، دسمبر 1965ء)

حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ سے محبت

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ مجھے مولوی عبدالکریمؓ سے زیادہ تعلق نہ تھا۔سوائے اس کے کہ ان کے پُرزور خطبوں کا مداح تھا اور ان کی محبت مسیح موعودؑ کا معتقد تھا مگر جوں ہی آپ کی وفات کی خبر میں نے سُنی میری حالت میں ایک تغیر پیدا ہوا۔وہ آواز ایک بجلی تھی جو میرے جسم کے اندر سے گزر گئی۔جس وقت میں نے آپ کی وفات کی خبر سنی۔مجھ میں برداشت کی طاقت نہ رہی دوڑ کر اپنے کمرے میں گُھس گیا اور دروازے بند کر لئے۔پھر ایک بے جان لاش کی طرح چار پائی پر گر گیا اور میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے وہ آنسو نہ تھے ایک دریا تھا۔ایک دن میں نہ کھانا کھا سکا اور نہ میرے آنسو تھمے یہ تھی صحابہ کرام حضرت مسیح موعودؑ کی محبت آپ کے دل میں۔(یادایّام انوار العلوم جلد نمبر 8 صفحہ 367-368)

بھائیوں اور بہنوں سے محبت

سیّدہ اُمِ متین صاحبہ فرماتی ہیں آپ کو اپنے بہن بھائیوں سے بے حد پیار تھا۔حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ سے بہت زیادہ محبت اور بے تکلفی تھی۔سیّدہ امۃ الحفیظ صاحبہ سے اپنی بیٹیوں کی طرح پیار کرتے ان کی ذرا سی تکلیف پر بے قرار ہو جاتے۔ بھائیوں کی پریشانی کا سنتے تو ساری ساری رات ٹہل ٹہل کر ان کے لئے دُعائیں کرتے اور جاگتے رہتے۔

دشمنوں سے حسنِ سلوک

مولانا ظفر علی خان مرحوم اپنے زمانے کے نامور صحافی اور مسلمانوں کے ایک طبقہ کے مانے ہوئے لیڈر تھے۔روزنامہ زمیندار کے ایڈیٹر اور مالک تھے ادبی وسیاسی سرگرمیوں کے علاوہ احمدیت کی مخالفت آپ کی زندگی کا ایک بڑا مشن تھا اور یہ مخالفت آپ نے شدّومدسے کی کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ زمیندار محض اس کام کے لئے وقف ہے۔مولانا بسا اوقات جوش خطابت اور زورِ تحریر میں حضور کی ذات گرامی پر بھی رکیک حملے کر جاتے تھے۔عمر کے آخری حصّے میں مولانا ظفر علی خان بہت بیمار ہو گئے۔فالج کا شدید حملہ تھا1956ء میں حضرت اقدس بھی مری گئے ہوئے تھے اور مولانا بھی وہیں قیام رکھتے تھے۔وہ انتہائی کسمپرسی کے عالم میں اپنے سانس پورے کر رہے تھے۔حضور کو جب علم ہوا تو آپ نے صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب اور ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور محترم مرزا رفیق صاحب کو بھیجا کہ ان کی صحت کا پوچھ کر آئیں ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد اور ڈاکٹر حشمت اللہ نے ڈاکٹری رپورٹ پیش کی۔حضور نے فوری طور پر کچھ رقم علاج کے لئے بھجوائی اور کچھ دوائیاں وغیرہ ارسال کیں اور تاکید کی کہ جب تک وہ مری میں ہیں باقاعدہ ان کی صحت کے بارے میں اطلاع دی جائے۔حضور جب تک مری میں رہے ہر روز ان کا حال دریافت کرتے رہے اور علاج کے سلسلے میں ان کی مالی اعانت کا سلسلہ بھی جاری رہا۔(ملت کا فدائی صفحہ 30،40)

صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب بیان کرتے ہیں ''1951ء یا1952ء کا ذکر ہے کہ محترم خلیفہ شجاع الدین پنجاب اسمبلی کی سپیکر شپ کے اُمیدوار تھے اس سلسلے میں آپ ربوہ آئے اور چونکہ حضرت امّی جان (سیّدہ اُم ناصر) سے ان کی قریبی رشتہ داری بھی تھی۔تو سیدھے آپ کو آکر پیغام بھجوایا کہ میں نے حضرت صاحب سے ملنا ہے۔مجھے وقت لے دیں۔امّی جان نے دینی غیرت کی وجہ سے جواب دیا۔

''یوں تو آپ میرے خاوند کو گالیاں دیتے ہیں۔جب کام ہوتا ہے تو سفارش کروانے آجاتے ہیں۔میں نہ صرف یہ کہ پیغام نہ دوں گی بلکہ آپ سے ملنے کی بھی روادار نہیں ہوں''۔

خلیفہ شجاع الدین صاحب مایوس ہو کر سیدھے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں گئے اور وہاں سے کوشش کی۔کچھ وقت گزرنے کے

بعد حضور اُمّی جان کے ہاں تشریف لائے اور کہنے لگے ۔" تمہیں معلوم ہے کہ خلیفہ شجاع الدین صاحب آئے ہوئے ہیں۔ وہ کھانا میرے ساتھ کھائیں گے اکرامِ ضیف کے طور پر مزید ایک دو ڈش تیار کردو" امّی جان نے کہا مجھے معلوم ہے کہ وہ آئے ہوئے ہیں مگر میں نے انہیں جواب دے دیا ہے اس پر حضور نے فرمایا" تم نے اپنی غیرت کا اظہار کر دیا ہے مگر اب وہ میرے مہمان ہیں اور رسول اللہؐ نے مہمان کی بڑی عزت رکھی ہے۔ وہ گالیاں دے کر اپنے اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ میں نے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چل کر اپنے اخلاق کا مظاہرہ کرنا ہے۔"

(ملت کا فدائی صفحہ 31، 32)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مصلح موعودؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

﴾ دلچسپ اور اہم حقائق ﴿

1۔ دنیا میں سب سے زیادہ رکھا جانے والا نام " محمد " ہے۔
2۔ شہد کی مکھی کو سرخ رنگ نظر نہیں آتا۔
3۔ چیونٹیاں کبھی نہیں سوتیں۔
4۔ کوئل ایک ایسا پرندہ ہے جو کبھی گھونسلہ نہیں بناتا۔
5۔ اگر بچھو کے ارد گرد آگ لگا دی جائے تو وہ خود اپنے سر کو ڈس لیتا ہے۔
6۔ گھونگا یعنی سنیل 3 سال تک سو سکتا ہے۔
7۔ ناشپاتی کا درخت تین سو سال تک پھل دے سکتا ہے۔
8۔ مچھر کے 44 دانت ہوتے ہیں۔
9۔ چھینک روکنے کی کوشش میں گردن یا دماغ کی شریان پھٹنے سے موت واقع ہو سکتی ہے۔

سلطانہ قدوس مجلس لامبر شیتر

منظوم کلام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود

بتاؤں تمہیں کیا کہ کیا چاہتا ہوں
ہوں بندہ مگر مَیں خُدا چاہتا ہوں

مَیں اپنے سیاہ خانۂ دل کی خاطر
وفاؤں کے خالق! وفا چاہتا ہوں

جو پھر سے ہَرا کر دے ہر خشک پودا
چمن کے لئے وُہ صبا چاہتا ہوں

مجھے بَیر ہرگز نہیں ہے کسی سے
مَیں دُنیا میں سب کا بَھلا چاہتا ہوں

وہی خاک جس سے بنا میرا پُتلا
مَیں اس خاک کو دیکھنا چاہتا ہوں

نکالا مجھے جس نے میرے چمن سے
مَیں اس کا بھی دل سے بھلا چاہتا ہوں

مِرے بال و پَر میں وہ ہمّت ہے پیدا
کہ لے کر قفس کو اُڑا چاہتا ہوں

کبھی جس کو رِشیوں نے مُنہ سے لگایا
وُہی جام اَب مَیں پِیا چاہتا ہوں

رقیبوں کو آرام و راحت کی خواہش
مگر مَیں تو کرب و بلا چاہتا ہوں

دِکھائے جو ہر دَم تِرا حُسن مُجھ کو
مِری جاں! مَیں وہ آئنہ چاہتا ہوں

(از کلامِ محمود صفحہ: 209)

اردو سیکھیں

جملے بنائیں۔

شہرت	
مصروف	
گرم جوشی	
چرچا	
خوش نما	

واحد کے جمع لکھیں۔

واحد	جمع	واحد	جمع
برکت		تعلق	
مہاجر		بچہ	
قافلہ		پرندہ	

لفظ کے آخر میں ''ی'' لگانا ہے جیسے پاکستان سے پاکستانی

چالاک		خوش	
جاپان		شام	
شاد		برف	

جملے مکمل کریں۔

۱۔ لڑکا کتاب پڑھتا ہے۔   لڑکے کتاب ------ ہیں۔

۲۔ ابو نے کرسی بنائی۔   ابو نے کرسیاں -------

۳۔ میں نے روٹی کھائی۔   میں نے ------ کھائیں۔

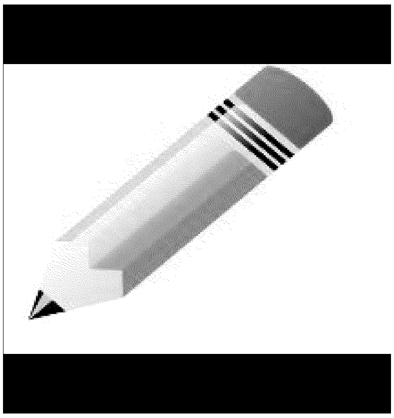

صحیح جواب کے آگے x کا نشان لگائیں۔

۱۔ سورج مشرق سے نکلتا ہے۔ ☐

۲۔ زیادہ سونا صحت کے لئے اچھا ہوتا ہے۔ ☐

۳۔ ناروے ایک خوبصورت مُلک ہے۔ ☐

۴۔ سردی میں ٹھنڈے پانی سے نہانا چاہئے۔ ☐

ایک عورت پر اپنے خاوند کی ذمّے داریاں

نبیلہ رفیق مجلس درامن

سورہ روم آیت 22 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''اُس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس میں سے جوڑے بنائے تا کہ تم ان کی طرف تسکین کے لئے جاؤ اور اُس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''جب لڑکی بیاہی جاتی ہے تو اس کے ہاتھ میں دو چابیاں ہوتی ہیں۔ ایک صلح کے دروازے کی اور ایک لڑائی کے دروازے کی چابی۔ وہ جس دروازے کو چاہے کھول سکتی ہے۔ خوش نصیب ہوتی ہیں وہ عورتیں جنہوں نے صلح کا دروازہ ہی کھولا۔ لڑکی کو اپنے ساس سسر کی نہایت تابعداری کرنی چاہئے کیونکہ بعد از شادی لڑکی کا تعلق والدین سے بڑھ کر اپنے ساس سسر سے ہو جاتا ہے۔ تعلیم کا یہی فائدہ ہے لڑکی اپنے آپ کو حد درجہ تابعدار ثابت کرے۔ سخت ہی بد بخت ہیں وہ عورتیں جو کہ اپنے شوہروں کو ان کے والدین سے برگشتہ کرنے کی تجویز کرتی ہیں۔ اُن کو کبھی فلاح دارین نصیب نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے دل میں ڈالا کہ وہ عرب کی کرخت فضاؤں میں جہاں بعض قبیلوں میں بچی کو زندہ دفنا دیا جاتا تھا، یہ اعلان کرے کہ جس مسلمان کے گھر میں دو بچیاں پیدا ہوں۔ اور وہ اِن کی پرورش اچھے طریق سے کرے تو اُسے جنت نصیب ہوگی۔ بچی کی پیدائش کو تو رحمت کہا گیا ہے۔ یہ وہی بچی تو ہے، جسے رسولِ خدا نے نازک آبگینوں کا خطاب بھی دیا اور جب اسے ماں کے روپ میں دیکھا تو اس کے قدموں تلے جنّت بھی رکھ دی۔

بچی کی پیدائش اللہ کی رحمت ہوتی ہے۔ وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ۔ القواریر و قواریر، عورت بہت نازک چیز ہے، اسے سنبھال کر رکھنا چاہئے، عورت کے وجود سے ہی دُنیا میں رونق ہے۔ ماں کے قدموں تلے جنّت ہے۔

یہ سب باتیں ہم عورتوں کے حق میں یا یوں کہنا چاہئے کہ ہم اپنے حق میں اکثر سُنتی رہتی ہیں۔ جو ہمیں بہت پسند آتی ہیں۔ ہمارا دل یہی چاہتا ہے کہ ایسے مضامین ہوں جس میں عورت کے حقوق پر دل کھول کر زور ڈالا گیا ہو۔ جس میں سارے حقوق عورت کے اور سارے فرائض مرد کے بیان ہوئے ہوں۔ اُس دن ہم بہت خوش ہوتی ہیں جب تقاریر اور خطبات میں مردوں کو عورتوں کے حقوق پورے کرنے کی نصائح کی جاتی ہیں۔

یہ سب کچھ درست ہے ہر عورت کی فطرت ہے اور یہ عورت کا حق بھی ہے کہ اسے مردوں سے اور مردوں کے عزیز رشتے داروں سے پیار، توجہ، محبّتیں، اور ہر وہ نعمت ملے جس کا خاکہ بنا کر اور ذہن میں سما کر وہ ڈولی میں بیٹھتی ہے مگر اچانک ایسے ہوتا ہے کہ جب لڑکی ڈولی سے اُتر کر حقیقت کی دُنیا میں آتی ہے اور وہ یہ سمجھتی ہے کہ اس کے اپنے بنائے ہوئے لائحہ عمل کے مطابق اس کے سسرال والے یا، اس کا خاوند اس پر فوری طور پر پورا نہیں اُتر رہا تو پھر اس کے کچے ذہن میں جو ایک دم ٹوٹ پھوٹ ہوتی ہے، اُس کا خمیازہ دونوں خاندان بھگتتے ہیں۔ اس وقت ہم وہ تمام آیات، احکاماتِ الٰہی، احادیث انبیاء کرام کی ازواجِ مطہرات کے نمونے انبیاء کرام کی ازواجِ مطہرات کے نمونے، حضرت بانی سلسلہ کے فرمودات، خلفاء کے خطبات، اپنی سب سے محبوب ترین ہم زاد حضرت امّاں جان اُن کی دونوں

شعاراللہ بیٹیوں کے اپنے ذاتی نمونے اوران کی وہ قیمتی نصائح اور ان کی لکھی ہوئی کتابیں سب بھول جاتی ہیں۔

اُس وقت عورتوں کو صرف یہ یاد ہوتا ہے کہ خدا کے رسول نے ہمیں **القواریر وقواریر** کہا ہے تو اب سارے فرائض مرد کے ذمّہ ہیں جس کا پورا کرنا اس کا فرضِ اوّلین ہے۔مگر عزیز بہنوں بچیوں کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہر عورت زادا پنے حقوق لینے کے ساتھ ساتھ حصّے میں آنے والے وہ تمام احکام اور فرائض کو بار بار ذہن میں دُہرالیا کرے جو اُس پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔تاکہ فرائض ادا کرنے اور حقوق لینے میں توازن آسکے اور اس طرح ہر احمدی خاتون کو اپنے پیروں کے نیچے صرف لفظوں کی نہیں حقیقی جنت بنانے میں آسانی ہو جائے۔

اُوپر بیان کردہ وہ تمام ذرائع جنہوں نے ہم پر احسانات کرتے ہوئے ہمیں صاف اور سیدھے رستے پر چلنے کے اصول بتائے ہیں۔ان کے مطابق تو ایک عورت کے اپنے خاونداس کے والدین یعنی سسرالی گھر کے لئے کچھ فرائض ہوتے ہیں۔کچھ ضابطہءحیات ہے جس پر عمل کرنے سے ہی وہ تمام نعمتیں میسّر ہوسکتی ہیں جن کے ایک عورت خواب دیکھتی ہے یا تقاضا کرتی ہے۔اور اگر ہم میں سے ہر عورت خدا تعالیٰ کی رضا پر چلتے ہوئے اپنے اندر وہ اخلاق اور عادات پیدا کرے جس سے اُس کا خدا خوش ہو تو لازماً اُس کے گھر کے ماحول میں امن اور آشتی کی ہوا ہی چل رہی ہوگی،صبر،قناعت، وسعتِ حوصلہ اور کفایت شعاری اور شوہر کی اطاعت گزاری جس لڑکی یا خاتون کا شیوہ ہوگا۔وہی تو حقیقی جنت حاصل کرنے والی ہوگی۔معاشرے کے امن اور ہمارے گھروں کا سکون اسی میں ہے کہ مرد اور عورت کا آپس کا تعلق بہتر ہو۔ظاہر ہے کہ اس کے لئے ہر دو طرف سے کوشش کی جائے گی تو تبھی یہ بیل منڈھے چڑھے گی ۔مگر کیونکہ اس تحریر کا مقصد بیوی کے حصّے آنے والے فرائض کا بیان کرنا مقصود ہے،لہٰذا ہم صرف ایک عورت کے بیوی ہونے کے ناطے سے ہی بات کریں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:۔

”پس جب یہ کہا گیا کہ جنت ماں کے پاؤں کے نیچے ہے تو اس سے یہ مراد نہیں تھی کہ ہر ماں کے پاؤں کے نیچے جنت ہی جنت ہے اصل بات یہ ہے کہ اگر جنت مل سکتی ہے تو ایسی ماؤں سے مل سکتی ہے کہ جو خود جنت نشان بن چکی ہوں۔خود جنت ان کے آثار میں ظاہر ہو چکی ہو۔ایسی ماؤں کی اولاد لازماً جنتی بنتی ہے۔جب خدا اور اسکا رسول عورت کے وجود کو اتنی اہمیت دے اسے ایسے مراتب سے نوازے تو کیا عورت کا یہ فرض نہیں کہ وہ ان تمام نیک ہدایات پر عمل کرتے ہوئے وہ اصول اپنائے جو اس کے ساتھی کے دل میں اُنس اور محبت پیدا کردے۔ہمارے ہاں ان بزرگوں کی کہی ہوئی نصائح بار بار دُہرائی جاتی ہیں۔جبھی تو حضرت میر ڈاکٹر اسماعیلؓ نے اپنی بیٹی حضرت چھوٹی آپا کی رُخصتی پر یہ نصائح کیں۔کہ بیوی کا پہلا فرض ہے کہ جب وہ خاوند کے گھر جائے تو اس کی مرضی پہچاننے کی کوشش کرے۔پھر اگلا مرحلہ یعنی خاوند کو راضی رکھنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔بحث کرنا اور مخالف جواب دینا یہ خاوند کے دل سے بیوی کی محبت کو ایسے اڑا دیتا ہے جس طرح ربڑ پنسل کے لکھے کو۔“

(مصباح جولائی،2004 صفحہ 15)

عورت جب تک بیوی نہیں بنی ہوتی جب تک اس پر وہ ذمّے داری نہیں ہوتی جو بیوی بننے کے بعد اس پر پڑتی ہے۔جب تک وہ ماں باپ کے گھر میں ہوتی ہے بہت سی ذمّے داریوں سے آزاد زندگی گزار رہی ہوتی ہے۔ماں باپ کے گھر میں رہتے ہوئے بیٹی جس بھی انداز سے رہ رہی ہو ماں باپ اسے لاڈ پیار سے پالیں یا سختی روا رکھیں بہر حال وہ اس گھر کی بیٹی ہوتی ہے کبھی راضی کبھی ناراض۔ کبھی بہن بھائیوں سے جھگڑا کیا کبھی صلح ہوگئی۔ان جھگڑوں اور

لڑائیوں کا شادی کے بعد کی زندگی کے ساتھ کوئی تقابل نہیں کیا جا سکتا۔مگر بیاہ کے بعد معاملہ بالکل الگ ہو جاتا ہے۔ ماں باپ اور بہن بھائیوں کے ساتھ جو پیار اور لاڈ کا تعلق ہوتا ہے وہ فوری طور پر سسرال کے ہاں نہیں ہو سکتا اس کے لئے کچھ محنت کچھ صبر، حکمت اور کچھ وقت درکار ہوتا ہے۔لیکن اگر ہم نے اپنے بزرگوں کی باتوں اور نصائح کو فرسودہ کہہ کر اور یہ کہہ کر کہ عورت اور مرد برابر ہیں، اگر وہ مجھے آپ کہے گا تو میں آپ کہوں گی ورنہ میں بھی تُم ہی کہونگی اور یہ کہہ کر کہ مغرب میں تو برابری چلتی ہے۔ہم برتن کیوں دھوئیں۔ میں نے کھانا بنایا اور میرا میاں اب برتن دھوئے گا۔ میرے میاں نے ایک بات غصے میں کی ہے تو میں دو کرونگی۔ یہ تو وہ طریق ہرگز نہیں جس سے مرد کے دل میں بیوی کی محبت پیدا ہوگی۔اگر ہم نے برابری کا یہ مطلب لینا ہے تو۔اس جگہ یہ سوال اُٹھتا ہے کہ مغرب میں رہتے ہوئے شادی پورے مشرقی انداز سے اور خوب دھوم دھام سے بلکہ مشرق سے لباس اور زیورات منگوا منگوا کر کی جائے اور شادی کے بعد اپنے حقوق کے وقت مغربی بن کر باورچی خانے کا کام بھی بانٹ بانٹ کر کرنے کے تقاضے کئے جائیں اور فرائض کے وقت مشرق کی طرف منہ ہو جائے۔اس قسم کے انداز سے تو کوئی عورت اپنے خاوند کے دل میں گھر نہیں کر سکتی اور نہ ہی خدا کے حکم کے مطابق قرّۃ العین بن سکتی ہے۔

جب کہ ہمارے ہاں کی شادی کا اگر تجزیہ کیا جائے تو شادی کے اخراجات میں زیادہ خرچہ دُلہن پر کیا جاتا ہے۔ میکے اور سسرال دونوں طرف کا جائزہ لے لیں۔ دُلہن پر دُلہا کی نسبت بہت اخراجات ہوتے ہیں۔ بلکہ زیادہ تر تقریبات بھی دُلہن کے لئے ہی منعقد کی جاتی ہیں۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب ہمارے مشرقی رسم ورواج بھی لڑکی یا دُلہن کو زیادہ فوقیت دیتے ہیں۔اور ہماری شریعت بھی عورت کے ساتھ نرمی دکھاتی ہے تو پھر عورت ذاد کیوں نہ اپنے پر ہونے والے فرائض کو ادا کرے۔اور گھر کو جنّت بنانے کی سعی کرے۔

اوپر لکھی ہوئی حضرت امام الزماں کی ایک قیمتی نصیحت جو ایک نئ بیاہی لڑکی کے لئے انتہائی مفید اور کارآمد ہے۔آپ کے فرمان کے مطابق لڑکی کے ہاتھ میں ہی امن اور صلح کی چابیاں ہوتی ہیں۔اس کا مشاہدہ ہمارے معاشرے میں اکثر کیا جا سکتا ہے۔۔

مغرب میں رہنے والے لوگوں کے بچوں کے لئے تو اب سسرال کا صرف خاکہ ہی رہ گیا ہے۔جس میں سسرال انتہائی دھندلے الفاظ میں لکھا ہوتا ہے۔ یہاں تو سسرال ایک بھولی بسری کہانی بن کر رہ گیا ہے۔اب تو لڑکے والے الگ فلیٹ لے کر بنا سنوار کر اور بہت جگہوں پر دونوں فریق مل کر فلیٹ لیتے ہیں اور سجا کر نئے جوڑے کو آزادی سے رہنے کے نام پر رُخصت کر دیتے ہیں۔ جہاں لڑکی ہے اور لڑکا ہے۔اور ان دونوں کی اپنے آپ کو بسانے کی حکمتیں ہیں اور تدابیر ہیں۔اب تو بہت کم ایسے ہوتا ہے کہ کوئی لڑکی سسرال کے گھر میں چند ماہ ہی رہے۔اور اگر رہنا بھی پڑے تو سسرال کی خدمت والا صفحہ تو بالکل بوسیدہ ہو کر پھٹ چکا ہے۔ کیونکہ یہاں تو تقریباً سارا خاندان ہی صبح سویرے ہی رزق کمانے گھر سے باہر نکل جاتا ہے اور شام کو ایک ایک کر کے واپس آیا جاتا ہے۔ بہو بھی چند دن ہی دُلہن رہتی ہے کیونکہ اُس نے یا تو اپنی ادھوری پڑھائی جاری رکھنا ہوتی ہے اور یا پہلے ہی سے جاب پر متعین ہوتی ہے۔ایسے میں کون سا سسرال، کون ساس سسر اور کون سے دیور نندیں نہ ہی کوئی سسرال کے گھر کے اندھا دُھند کام کی ذمّے داریاں اور نہ ہی جہیز کے جھگڑے یا میکے کے گھر میں جانے نہ جانے کے مسئلے ہیں۔

ایک صرف خاوند ہی تو ہے۔ اس کی بھی خدمت نہ کی اُس کے چھوٹے چھوٹے کام نہ کئے تو کیسے شوہر کے دل میں بیوی کی چاہت جاگے گی۔ اگر ان ممالک میں لڑکیوں کو سسرال کی خدمت

کرنے کا موقعہ نہیں ملتا تو۔ کم از کم ان کے دیئے ہوئے تحائف استعمال کر کے ہی ان کی عزت افزائی کر سکتی ہیں۔ جس سے دو فائدے تو ضرور ہونگے۔ ایک تو ان کے دل میں بہو کی عزت اور محبت بڑھے گی اور دوسرا گھر میں کھینچا تانی کی فضا بھی نہیں بنے گی۔ بظاہر یہ باتیں بہت معمولی اور حقیر لگتی ہیں۔ مگر ان کو نظر انداز کرنے سے گھر کو جنت کی بجائے جہنم بنا دیتی ہیں۔ آہستہ آہستہ گھر کی فضا میں اور میاں بیوی کے درمیان تلخی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ بیوی مرد کے آگے بولنا شروع ہوتی ہے۔ بڑھتے بڑھتے بات بہت بڑھ جاتی ہے۔ جب آپس میں زبان چلانے اور جواب دینے کی عادت پڑ جائے تو پھر بچوں کا بھی خیال نہیں کیا جاتا۔ اگر نرم اور میٹھی زبان بول کر اور اس کے گھر والوں کا احترام کر کے شوہر کے دل میں احترام پیدا نہ کیا تو قرآن کے مطابق کوئی بیوی اپنے شوہر کی آنکھوں کی ٹھنڈک کیسے بنے گی۔ اور اگر بیوی نے شروع میں ہی شوہر کو شوہر کا درجہ نہ دیا، ابتدائی دنوں میں ہی شکوے شکایات اور چھوٹے چھوٹے اعتراضات کے چکّر میں پڑ گئی تو دونوں طرف کا اعتماد کبھی بحال نہیں ہو سکے گا امن کیسے پیدا ہوگا، دونوں میں باہمی تعاون کی فضا کیسے پیدا ہوگی۔

خاوند کا مقام محض خاوند سے ہی بہتر تعلقات رکھنا نہیں ہوتا اور نہ ہی اس سے سماجی مسائل حل ہوتے ہیں۔ بلکہ خاوند کے مقام کی اصل پہچان تو اس وقت ہوگی جب اس کے گھر والوں کو بھی احترام دیا جائے۔ ان کو بھی اپنا سمجھا جائے اور اپنی محبتوں اور توجہ سے ان کی محبّتیں جیتنے کی کوشش کی جائے گو کہ نئے ماحول میں آ کر بسنا اور اپنے آپ کو نئے لوگوں کے مطابق ڈھالنا آسان نہیں ہوتا۔ آج کل کی مشینی زندگی اور بدلتے ہوئے رواج اور روایات میں تو سسرال کے حصّے صرف وقتی طور پر مسکراہٹیں اور چند منٹ کی خوش اخلاقی ہی آتی ہے۔

یہاں پر تو حضرت امّاں جان کی اپنی بیٹی کو کی گئی خوبصورت نصائح کو آزمانے کا وقت آتا ہی نہیں۔ ہاں مگر اُن کے لئے ضرور خوش بختی کا موقعہ بن سکتا ہے جو الگ رہتے ہوئے بھی یا وقتی طور پر سسرال کے ساتھ رہنے کے دوران ان خوبصورت اخلاق اور عادات کو اپنا کر اپنے شوہر کے ماں باپ کو خوشی دے سکتی ہیں۔ والدین کے گھر تو لڑکی اپنی زندگی کے بیس تیئس سال گزار کر آئی ہوتی ہے سب کچھ اپنی اور ماں کی مرضی کے مطابق کیا اور ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اولاد اپنے ماں باپ کو آپس میں تکرار کرتے دیکھتی ہے اور ویسا ہی اثر لیتی ہے جو ان کو اپنے گھر میں نمونہ نظر آ رہا ہوتا ہے۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ ماں کیسے بچوں کو یہ نمونہ دکھا سکے گی کہ اُن کے ماں باپ ایک باعزت اور پُر امن زندگی گزار رہے ہیں۔ بیٹیوں نے بھی تو ماؤں سے ہی سیکھنا ہے۔ وہ بھی تو وہی نمونہ لیں گیں جو ان کی ماں اور باپ کا تھا جبھی تو کہا جاتا ہے کہ اچھائی کی بنیاد پہلے روز سے رکھنی چاہئے۔ تا کہ برائی کو جگہ بنانے کا موقعہ نہ ملے۔

بچیو بہنو! بدامنی پیدا کرنا اور آپس میں غلط فہمیاں پیدا کر کے دھوم دھام سے کی ہوئی شادی کے رنگ میں چند دنوں بعد ہی بھنگ ڈالنا بہت آسان ہے مگر ان خوشیوں کے رنگوں کو قائم رکھنا ذرا مشکل کام ہے۔ کام مشکل تو ہے مگر ناممکن نہیں۔ اس کے لئے صرف صبر کچھ حوصلے اور کچھ اعلیٰ ظرفی کو استعمال میں لانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ دراصل انسان کچھ جلد باز واقع ہوا ہے۔ اگر ہم اپنی چھوٹی چھوٹی خواہشات کو کچھ عرصہ دبا لیں یا یہ سوچ لیں کہ بندوں سے مانگنے کے بجائے یا اپنی خواہشات کے حصول کی خاطر انسانوں کے پیچھے بھاگنے کی بجائے خدا پر بھروسہ رکھ کر اُس سے مانگیں۔ تو یقیناً ہمارے ذہنوں کا تلاطم کم ہو جائے گا۔ ہمیں اللہ کی طرف سے سکینت اور ٹھہراؤ عطا ہوگا۔ لیکن چونکہ ہم پل بھر میں اپنی ہر خواہش

پوری ہوتے دیکھنا چاہتے ہیں۔لہٰذا شادی کے ابتدائی دن ہی سے دونوں طرف تضادات جنم لینا شروع ہو جاتے ہیں۔مگر ہم احمدی خواتین کے پاس تو اللہ پاک کی طرف سے ''اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ'' کی جامع دُعا ہے۔اگر ہم اس دُعا کا مفہوم اچھی طرح سمجھ لیں اور اس پر کاربند ہو جائیں تو ہر نئی شادی شدہ لڑکی اور اس کے والدین امن اور سکون میں آجائیں بلکہ دونوں طرف کے گھرانے امن کی آغوش میں آجائیں۔اس کے لئے ہر احمدی بچی اور ماں کو عبادات کے حق ضرور پورا کرنا ہوں گے۔

ایک اچھی بیوی اور اچھی ماں کے خصائل میں جب تک خاوند کی اطاعت، اُس کے مقام کی پہچان نہ ہوگی اسکے اندر اپنے شوہر کی باتوں اور راز کو سنبھالنا شامل نہ ہوگا، اسکے بچوں کی ایک امانت دار کی طرح بہترین تربیت اور پرورش کرنا شامل نہ ہوگا۔ایک بیوی کے اندر شوہر کے ساتھ مکمل وفاداری کا جذبہ نہ ہوگا۔اس کے ساتھ تنگی اور ترشی میں صبر دکھانا شامل نہ ہوگا۔نازک اور حساس مواقع پر حوصلہ دکھانے کی جرأت اور وسعت نہ ہوگی۔وہ عورت قرّۃ العین کیسے بن پائے گی۔

بہنو اور بچیو! کشتی نوح میں لکھا ہے۔ ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

اللہ کرے کہ ہم سب اور ہماری سب کی آنے والیاں بیٹیاں بھی خدا رسول اور امام الزماں کی ہدایات پر عمل کرنے والی بنیں۔آمین

لجنات حضورِ انور کے ارشاد کے مطابق روزانہ دو نوافل کا التزام کریں۔جماعت ناروے نے نفلی روزہ کے لئے ہر سوموار کا دن مقرر کیا ہوا ہے۔

جزاکم اللہ

پکوان:

''بہترین کیک''

1۔۔۔اشیاء

مکھن 150 گرام 5 انڈوں کی زردیاں دودھ 4 کھانے والے چمچ

چینی 150 گرام ایک چائے کا چمچ ونیلا سوکر میدہ 150 گرام

ایک چائے کا چمچ بیکنگ پاؤڈر

2۔۔کریم

5ا نڈوں کی سفیدیاں چینی 180 گرام

چپس کی طرح کٹے ہوئے بادام 100 گرام

3۔۔کھوئے کی کریم

تیارشدہ ونیلا کریم 5dl کریم فلوتے 2dl ونیلا سوکر 2 چائے کے چمچ

ترکیب:

1۔۔مکھن اور چینی کو اچھی طرح مکس کریں۔

2۔۔اس آمیزے میں انڈے کی زردیاں، دودھ، میدہ، بیکنگ پاؤڈر اور ونیلا سوکر ڈال کر اچھی طرح مکس کریں۔

3۔۔ڈش میں bakepapir لگا کر آمیزہ اس پر ڈال کر پھیلا دیں۔

4۔اوون کو تقریباً 20 منٹ پہلے سے 175c پر گرم کرلیں۔

دوسرے مرحلے۔ میں انڈوں کی سفیدیاں اور چینی کو اچھی طرح سے پھینٹیں یہاں تک سفید اور سخت جھاگ بن جائے۔ پہلے مرحلے میں ڈش میں جو آمیزہ ڈالا تھا اس کے اوپر اسے بھی پھیلا دیں (لیپ نہ کریں)

اسکے اوپر بادام ڈال کر ڈش کو اوون میں رکھ کر 15 سے 20 منٹ کے لیے پکنے دیں اور اوون کو اس دوران نہ کھولیں اس سے کیک خراب ہوسکتا ہے۔

تیسرا مرحلہ۔۔ فلوتے کریم، ونیلا کریم اور ونیلا سوکر کو اچھی طرح پھینٹ کر کریم بنالیں۔

کیک کو ٹھنڈا ہونے پر دوحصّوں میں کاٹ لیں۔ دونوں ٹکڑوں کے جن حصّوں پر بادام نہیں ہیں ان کے درمیان میں کریم لگا کر جوڑلیں۔ ٹھنڈا ہونے کے لیے فریج میں رکھیں اور کھانے کے لیے پیش کیں۔ (رعنا گلِ انور مجلس ہولملیا)

کروشیا اور اسٹونیا کی خواتین طلبہ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نشست

مبشرہ حامد مجلس درامن

☆ **ایک خاتون نے سوال کیا کہ کیا مسیح نے آکر مسلمانوں کے دل بدل دیئے ہیں؟**

اس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بالکل ایسے ہی ہے۔ جب آپ نے مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تو آپ اکیلے تھے۔ جب فوت ہوئے تو قریباً نصف ملین لوگ آپ کے ماننے والے تھے اور 99.9 فیصد مسلمانوں میں سے آئے تھے۔ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے دل، عمل اور کردار بدل دیئے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہماری مغربی افریقہ میں ایک بڑی کمیونٹی ہے۔ مشرقی افریقہ میں ہماری جماعت ہے۔ نارتھ امریکہ، ساؤتھ امریکہ، یورپ، فارایسٹ ممالک، انڈونیشیا، پاکستان، انڈیا میں ہماری کمیونٹی کی تعداد بہت بڑی ہے۔ ساری دنیا میں پھیلی اس کمیونٹی کا اخلاق، کردار اور عمل ایک جیسا ہی ہے۔ پس احمدیہ کمیونٹی ہی ہے جو اسلام کی صحیح تعلیم پر عمل پیرا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قرآن کریم سب کے لئے ہے۔ اب یہ ایک ہی کتاب ہے لیکن اس کے ماننے والوں کے عمل میں فرق ہے۔ ملّاؤں نے اس کی تعلیمات کو بگاڑ دیا ہے جبکہ ہم احمدی اس کی اصل اور حقیقی تعلیمات پر عمل کر رہے ہیں۔

☆ **ایک مہمان نے سوال کیا کہ آجکل کے نوجوان کسی بھی مذہب کو قبول کرنا نہیں چاہتے۔**

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ لوگ مذہب کے بارہ میں بددل ہوگئے ہیں اور خدا کے وجود کے قائل نہیں ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بہت سے لوگ خدا کے وجود اور مذہب کی ضرورت کے قائل بھی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ کہا کہ دوسرا یہ کہ سعید فطرت لوگ جب احمدیوں کے عمل دیکھتے ہیں اور اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیم دیکھتے ہیں تو ان باتوں کا ان پر اثر ہوتا ہے اور اس طرح بہت سے نوجوان بڑی تعداد میں ہمارے ساتھ شامل ہو رہے ہیں۔

☆ **مذہب اور سائنس میں تضادات کے بارہ میں پوچھے گئے ایک سوال پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ سائنس اور قرآن کریم میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ Big Bang کی تھیوری ٹھیک ہے۔ بلیک ہول موجود ہے۔** قرآن کریم میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح ہماری زمین، ہماری کائنات وجود میں آئی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کا ذکر فرمایا کہ آپ کہا کرتے تھے کہ قرآن میں سات سو آیات ہیں جن کا تعلق بالواسطہ یا بلاواسطہ سائنس سے ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نیوزی لینڈ کے کلیمنٹ ریگ (Clement Wragge) کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی زندگی کے آخری سال مئی 1908ء میں لاہور میں حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات کی تھی اور آپؑ سے سائنس اور قرآن کریم کے حوالہ سے مختلف سوالات کئے تھے کہ کیا ان میں تضاد موجود ہے؟ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے ان کے سوالات کے جوابات عطا فرمائے تھے کہ دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ چنانچہ کلیمنٹ ریگ صاحب پوری طرح مطمئن ہوئے

اور پھر انہوں نے احمدیت بھی قبول کی۔

☆ **مردوں اور عورتوں کے حقوق اور برابری کے حوالہ سے** ہونے والے سوال پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا** کہ قرآن کریم ہیومن رائٹس قائم کرتا ہے۔ وراثت کا حق دیتا ہے۔ اسلام نے تو اپنے آغاز سے ہی یعنی 14 سو سال سے ہی یہ وراثت کا حق دیا ہوا ہے۔ لیکن یورپ نے چند سو سال قبل طلاق کا حق دیا ہے۔

اسلام مرد اور عورت کو روزمرہ کے حقوق برابر دیتا ہے۔ اب دنیا میں عورتوں کی تعداد مردوں کی نسبت زیادہ ہے۔ اب بتائیں کہ دنیا میں کتنے ممالک ہیں جہاں عورتیں صدر یا وزیر اعظم ہیں؟ اس کا مطلب ہے کہ آپ عورتوں کو ان کا حق نہیں دے رہے۔ برابری کا حق نہیں دے رہے۔ جبکہ اسلام مرد اور عورتوں دونوں کو ان کے حقوق دیتا ہے اور دونوں کے فرائض بتاتا ہے۔

خواتین تعلیم بھی حاصل کرتی ہیں اور باہر کام بھی کرسکتی ہیں۔ لیکن **اگر مرد اچھا کمانے والا ہو تو عورت کی سب سے بہتر ذمہ داری یہ ہے کہ وہ گھر سنبھالے اور بچوں کو سنبھالے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ** نے فرمایا کہ **جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔** کیونکہ عورت بچوں کی تربیت کرتی ہے اور سوسائٹی کے لئے مفید وجود بناتی ہے جو حکومت کی اور قوم کی ترقی کا موجب بنتے ہیں..... آپ نے فرمایا کہ ہم جو مانتے ہیں اس پر عمل بھی کرتے ہیں جبکہ دوسرے لوگ جو مانتے ہیں اس پر عمل نہیں کرتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ نے عورتوں کے لئے ایک الگ آرگنائزیشن بنائی کہ اگر مرد اپنے فرائض اور ذمہ داری ادا نہ کریں تو پھر عورتیں یہ کام کریں۔ کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ عورتیں مردوں سے زیادہ ترقی کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر ایک درخت کے بالکل ساتھ ہی چھوٹا پودا لگائیں تو اس کی Growth نہیں ہوتی۔ لیکن اگر وہی درخت کھلی جگہ پر لگایا جائے تو وہ بہت پھلتا پھولتا ہے۔ بالکل اسی طرح خواتین کی بھی علیحدہ آرگنائزیشن بنائی گئی تا کہ وہ ترقی کریں۔

(الفضل انٹرنیشنل 25 جولائی تا 31 جولائی 2014)

﴿ باجماعت نماز کی اہمیت ﴾

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”اصل میں قاعدہ ہے کہ اگر انسان نے کسی خاص منزل پر پہنچنا ہے تو اس کے واسطے چلنے کی ضرورت ہوتی ہے جتنی لمبی وہ منزل ہوگی اتنا ہی زیادہ تیزی، کوشش اور محنت اور دیر تک اسے چلنا ہوگا۔ سو خدا تعالیٰ تک پہنچنا بھی تو ایک منزل ہے اور اسکا بُعد اور دُوری بھی لمبی۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اور اس کے دربار میں پہنچنے کی خواہش رکھتا ہے اس کے واسطے نماز ایک گاڑی ہے جس پر سوار ہو کر وہ جلد تر پہنچ سکتا ہے۔ جس نے نماز ترک کر دی وہ کیا پہنچے گا“۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 189۔ ایڈیشن 2003۔ انڈیا)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 6 فروری 2015 کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:۔

”حضرت مصلح موعودؓ نماز باجماعت کی اہمیت سے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا ایک واقعہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ جب کسی وجہ سے نماز کے لئے مسجد میں نہیں جاسکتے تھے تو گھر میں ہی باجماعت کرا لیا کرتے تھے۔ پس اوّل تو دوستوں کو ہر جگہ جماعت کے ساتھ مل کر نماز ادا کرنی چاہئے اور جس کو موقع نہ ہو اسے چاہئے کہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ہی مل کر نماز باجماعت کرا لیا کرے۔ ہر جگہ دوستوں کو نماز باجماعت کا انتظام کرنا چاہئے اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ نماز کی خوبصورتی اس کو سنوار کر پڑھنے میں ہے۔“

صحت کارنر:

ڈپریشن کی علامات عرف عام میں

ڈاکٹر ہالہ بنت سعد مجلس کلوفتۃ

اس موضوع پر قلم اٹھانے کا مقصد صرف کوشش ہے کہ ہم اس قابل ہو سکیں کہ اگر کوئی پیارا نفسیاتی دباؤ کی تکلیف میں پڑ جائے تو اسکی مدد کرنے کی پوزیشن میں ہوں۔

ہر شخص کی زندگی کے دوران بعض دفعہ باوجہ اور بعض دفعہ بلاوجہ "مزاج میں اُتار چڑھاؤ" آتے رہتے ہیں۔ ہر دفعہ ان تبدیلیوں کو دوبارہ نارمل کرنے کے لیے پیشہ وارانہ مدد کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ ٹونے ٹوٹکوں سے بھی آرام آجاتا ہے۔ اس بات کا خیال رکھنا ازحد ضروری ہے کہ اگر ٹونے ٹوٹکوں سے فائدہ نہ ہوتو پیشہ ورانہ مدد حاصل کرنے سے انقباض جان لیوا بھی ثابت ہوسکتا ہے۔

یوں تو ڈپریشن کی بے شمار علامات ہیں مگر مندرجہ ذیل دس علامات کو اس کی مرکزی علامات کہا جاتا ہے۔

1۔غم کی کیفیت جب غم کی کیفیت بطور علامت ظاہر ہوتی ہے تو اس میں مایوسی ایک اہم عنصر کے طور پر نمایاں ہوتی ہے۔ اس بات کا احساس زور پکڑ جاتا ہے کہ خواہ کتنی دلجمعی سے کوششیں کی جائیں منفی سوچیں پیچھا نہیں چھوڑتیں۔ اکثر بلاوجہ آنسوؤں کا بہنا بھی دیکھا جاتا ہے۔

2۔دلچسپی کا فقدان: وہ کام، مشاغل، یا تفریحات جو پہلے باعث خوشی ہوتے تھے اب اپنی توجہ اور دلچسپی کھو دیتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ احساس ذمہ داری میں کمی مشغلوں میں دلچسپی کا فقدان۔

3 ۔کمزوری کا ہمہ وقت احساس تھکن، جسمانی طاقت میں کمی کا احساس ،جسمانی صلاحیتوں میں کمی کا بے جا احساس

4۔ احساس کم مائیگی: زور پکڑ جاتا ہے۔ اس حالت میں کمزوری کا احساس بڑھ جاتا ہے۔ بے یاری ومددگاری اور اپنے اوپر تنقید کرنے کی کیفیت میں اضافہ صاف نظر آتا ہے۔

5۔طبیعت میں الجھاؤ کا مستقل موجود رہنا بھی ایک علامت گردانی جاتی ہے۔ طبیعت میں غصہ بے چینی اور بے آرامی کا عنصر حد سے بڑھ جاتا ہے۔

6۔نفسیاتی علامات قوت فیصلہ کی کمی توجہ کا فقدان یا حافظہ کی کمزوری کا اچانک اور بلا وجہ بڑھ جانا بھی علامت کے طور پر پایا جاتا ہے۔ اسی طرح سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت کا فقدان۔

7۔معمولات نیند میں تبدیلی اہم علامات میں سے ایک علامت ہوتی ہے۔ ضرورت سے زیادہ یا کم سونا، نیند کا کچا ہونا، نیند کا بار بار ٹوٹنا، سونے اور آرام کے باوجود تھکن کا ہمہ تن احساس رہنا۔

8۔توجہ میں کمی یا فقدان واضح علامات میں سے ایک علامت ہے۔ مثال کے طور پر ایک تجربہ کار ڈرائیور ٹریفک کے بنیادی اصولوں کی مسلسل پاسداری نہ کر سکے۔ قوت ارادی کی کمی بھی عیاں ہو جاتی ہے۔

9۔نیند کی طرح بھوک میں کمی اور زیادتی بھی ایک علامت ہے۔ اسی طرح وزن کا اُتار چڑھاؤ بھی علامت کے طور پر عیاں ہوسکتا ہے۔

10۔خودکشی کی خواہش کو ایک طرح سے سب سے خطرناک علامت قرار دیا جاسکتا ہے۔ خودکشی کی خواہش، ارادہ، اور ارادہ کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جانا وہ مختلف درجات ہیں جو ڈپریشن کی شدّت کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان علامات کا مختلف امتزاج اور قدر میں نمودار ہونا ڈپریشن کے مختلف درجات کا تعین کرتا ہے۔

اگر ان میں سے چند علامات کسی میں ظاہر ہوں اور کم از کم پندرہ دنوں تک موجود رہیں اور معمولات زندگی کو کسی بھی صورت میں متاثر کریں تو کہا جاسکتا ہے کہ مریض ڈپریشن کا شکار ہے۔ اگر ان میں سے چند ایک علامات اپنے ساتھی یا ماحول میں موجود کسی عزیز میں دیکھی جائیں تو نظر رکھیں کہ ان کی شدت زندگی کے معمولات پر اثر انداز تو نہیں ہو رہیں۔ اگر یہی امر واقعہ ہے تو یہ بات توجہ طلب ہے۔ بعض دفعہ بات کرنے سے اپنے دل کا بوجھ ہلکا ہوسکتا ہے۔

پیشہ وارانہ مدد میں تاخیر نقصان دہ ہوسکتی ہے اسلئے بہتر یہ ہے کہ مدد قبل از وقت ہی حاصل کر لی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں بجائے اسکے کہ بعد میں پچھتاوہ ہو۔

لجنہ گروپ A ناروے کا سفرِ لندن (برطانیہ)

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و احساں سے دسمبر 2014 کو حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت کلاس کے انعقاد کی اجازت مرحمت فرمائی۔

23 دسمبر کو سفر کا آغاز دعاؤں اور صدقہ کی ادائیگی کے ساتھ کیا گیا۔ لندن ائرپورٹ پر ہمیں لینے کے لئے وَینز آئی ہوئی تھیں۔ جن کے ذریعے ہم مسجد بیت الفتوح پہنچے۔ ہمارے ٹھہرنے کا انتظام لجنہ ہال کے نرسری روم میں کیا گیا تھا۔ جہاں نرم قالین پر گدے بچھا کرنئی سفید چادریں اور صاف ستھرے لحاف اور تکیئے رکھے گئے تھے۔ اتنا خوبصورت انتظام دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔

بچیوں نے جلد ہی اپنے بستروں کا انتخاب کرلیا۔ اس وقت رات سونے سے پہلے جا کر ضیافت ہال میں رات کا کھانا کھایا گیا۔ اور پھر نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد سونے کی تیاری کی گئی۔

24 دسمبر دعاؤں اور صدقہ کی ادائیگی کے بعد وَین کے ذریعے ہم سب لندن کے مشہور و معروف میوزیم Madamtasauds پہنچے۔

ابھی میوزیم سے فارغ ہو رہے تھے کہ محترمہ صدر صاحبہ نے اطلاع دی کہ ہم مسجد فضل لندن جارہے ہیں۔ کیوں کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے قیمتی وقت میں سے مغرب کی نماز سے قبل ملاقات کا وقت مرحمت فرمایا ہے۔

مسجد فضل میں نماز کی ادائیگی کے بعد MTA کے سٹوڈیو میں کلاس کی تیاری کا مرحلہ شروع ہوا۔ سب اپنی نشستوں پر بیٹھے بیقراری سے پیارے حضور پرنور کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ تشریف لائے اور اپنی بے پناہ خوبصورت مسکراہٹ کے ساتھ سلام کے بعد فرمایا کہ آپ لوگوں نے مضامین سنانے ہیں یا باتیں کرنی ہیں۔

بچیوں نے جھٹ جواب دیا پیارے حضور ہم نے باتیں کرنی ہیں۔ حضور انور کے ساتھ باتوں کا سلسلہ شروع ہوا آپ نے بچیوں کے سوالات کے جوابات دیے اور انہیں اپنی قیمتی نصائح سے نوازا۔ پیارے آقا کے ساتھ گزارے ہوئے ان قیمتی لمحات سے برکتیں سمیٹی گئیں اور اپنی یاداشت کے قرینوں میں خوبصورتی کے ساتھ سجایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ لمحات زندگیوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا موجب بنیں۔ اور ہم اپنے خلیفۂ وقت کے ساتھ اطاعت اور وفا کا تعلق مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جانے والے ہوں۔ آمین

نماز مغرب کا وقت تھا حضور انور کی اقتداء میں نماز کی ادائیگی کی گئی۔ ایک خوبصورت واقعہ جو ہماری آنکھوں نے دیکھا جب حضرت امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نماز کی ادائیگی کے بعد نماز ہال سے دوسرے حصے میں تشریف لے جانے لگے تو آسمان پر نئے چاند کو دیکھ کر حضور انور دعا کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور دعا میں مصروف ہو گئے۔ ایسا ہوا کہ آپ جس جگہ کھڑے تھے وہاں آپ پر لائٹس ڈائریکٹ پڑ رہی تھی اور ہم دور کھڑے واضح طور پر آپ کا دیدار کر سکتے تھے۔ پہلے تو ہم حیران ہوئے کہ حضور انور اس وقت دعا کیوں کر رہے ہیں ہم نے بھی آپ کو دیکھ کر دعا کے لئے ہاتھ بلند کر دیے۔ اسی اثناء میں کان میں آواز پڑی کہ نیا چاند نکلا ہے اس لئے دعا ہو رہی ہے بے اختیار آسمان کے چاند پر نظر پڑی نیا ہلالی چاند آسمان پر اور زمین پر مسجد فضل میں ہمارے سامنے خدا کے خلیفہ کے روپ میں پیارے حضور پرنور کا وجود، سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کس چاند کو دیکھیں لیکن پھر نظریں پیارے

آقا پر آ کر رک گئیں۔اور خدا کے نور کا پرتو ہمارے سامنے ان خوبصورت لمحوں کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔

محترمہ حضرت آپا جان (حرم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کے ساتھ ملاقات :محترمہ پیاری آپا جان کے ساتھ ہماری تقریباً 45 منٹ کی ملاقات ہوئی۔جس میں آپا جان نے لجنہ گروپ A کی بچیوں کو نہایت قیمتی نصائح سے نوازا۔بچیوں نے آپا جان سے سوالات بھی کئے جن کے آپا جان نے نہایت شفقت، محبت اور سبق آموز جوابات بھی دیے۔

25 دسمبر کی صبح اسلام آباد پہنچ کر سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور بیگم صاحبہ کی قبر پر دعا کی گئی۔

آج حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے گھوڑوں کا اصطبل دیکھنے کا موقع بھی ملا۔جہاں بہت خوبصورت گھوڑے تھے۔اور پھر بچیوں نے باری باری گھڑ سواری بھی کی۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد جماعت کے ایک نہایت محترم بزرگ عثمان چینی صاحب اور ان کی اہلیہ سے بھی ملاقات کا موقع ملا۔ دونوں بہت شفقت سے ملے اور بچیوں کو اپنی دعاوں سے نوازا۔

مکرم ومحترم میجر محمود احمد صاحب (ریٹائرڈ) اور آپ کی اہلیہ صاحبہ نے بہت پیار اور خلوص کے ساتھ اسلام آباد کی سیر بھی کرائی۔

مکرم ومحترم منیر الدین شمس صاحب ایڈیشنل وکیل التصنیف نے الفضل پریس اور اسلام آباد کی تاریخ کے حوالے سے بچیوں کو معلومات فراہم کیں۔اور اجتماعی دعا بھی کروائی۔

اب ہمیں جامعہ احمدیہ برطانیہ کی نئی عمارت جو نہایت خوبصورت اور ایک بہت پر فضا مقام پر واقع ہے وہاں پہنچنا تھا۔ہماری آمد پر چائے کافی اور بسکٹس کے ساتھ ہماری تواضع کی گئی۔اور ساری عمارت ہمیں گائیڈز کے ذریعے دکھائی گئی۔تصاویر بھی بنائیں گئیں۔ اس سے ملحقہ حضور انور کا گھر بھی بفضلِ خدا دیکھنے کا موقع ملا۔الحمدللہ

26 دسمبر کو جمعۃ المبارک حضورِ انور کی اقتداء میں ادا کرنے کی توفیق ملی۔اور اس کے بعد ایم۔ٹی۔اے کا اسٹوڈیو دیکھنے کی توفیق بھی ملی۔ جہاں اس وقت live on air پروگرام نشر کیا جارہا تھا۔

جماعتِ احمدیہ برطانیہ کے نیشنل امیر صاحب مکرم ومحترم رفیق احمد حیات صاحب ان کے ساتھ ملاقات کے دوران انہوں نے ازراہِ شفقت تمام ممبرات کو نئے سال کا کیلنڈر بطور تحفہ پیش کیا۔اور دعا بھی کروائی۔

اب ہم Deer park پہنچے جہاں ہمیں مخزن تصاویر کی گیلری دیکھنے کا موقع ملا۔یہاں ہمیں ایسی ایسی نادر تصاویر دیکھنے کا موقع ملا جو دلوں کو چھو گئیں۔یہاں بھی ہماری تواضع چائے، کافی ،گرم گرم سموسوں اور رولز کے ساتھ کی گئی۔

یہاں مکرم محترم نصیر احمد قمر صاحب نے ہمیں جماعتی کتب کے lager کے بارے میں بھی معلومات دیں اور اجتماعی دعا کرائی۔

27 دسمبر کا دن شاپنگ کے لئے مخصوص تھا۔اس دن کے لئے پہلے سے بس کے Dag billett کا انتظام کیا گیا تھا۔مسجد بیت الفتوح کے سامنے بس سٹاپ سے روانہ ہوئے۔اور شاپنگ سنٹرز میں سب نے خوب شاپنگ کی۔کھانے کے وقت McDonald پر اکھٹے ہوکر پہلے کھانا کھایا گیا۔اور پھر باقی کی شاپنگ مکمل کی گئی۔اب واپسی پر ہاتھ شاپنگ بیگز اٹھائے بس سٹاپ کا رخ کیا گیا۔بس سٹاپ بھی ایسا کہ آنے کا نام ہی نہ لے۔سارا گھوم گھام کر بس سٹاپ پر پہنچے تو جان میں جان آئی اور تب پتہ چلا کہ بس سٹاپ تو بالکل سامنے تھا ۔لیکن شاباش ہے بچیوں پر ہاتھوں میں بیگز اٹھائے جب اپنے بستروں پر پہنچیں تو شاپنگ ایک دوسرے کو دکھانے کے لئے ہشاش بشاش تھیں۔ماشاءاللہ۔

28 دسمبر قادیان کا جلسہ سالانہ اور حضور انور کا خطاب سننے کے لئے سب نے صبح سویرے نمازوں کی ادائیگی اور تمام پیکنگ ،صفائیاں

مکمل کر کے ناشتے کے بعد پہلی صفوں میں جا کر جگہ حاصل کی کیوں کہ حضور انور نے خطاب کے بعد لجنہ میں بھی تشریف لانا تھا اور اس طرح ہمیں ایک بار پھر اپنے محبوب آقا کے دیدار کا شرف ملا۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد ہمیں ائیر پورٹ کے لئے نکلنا تھا آج ہماری واپسی کا دن بھی تو تھا۔ یہ چند دن کس طرح اتنی جلدی گزر گئے کہ وقت گزرنے کا پتہ بھی نہیں چلا۔ اپنے وقت پر ائر پورٹ پہنچے اور سامان کی بکنگ کے بعد پتہ چلا کہ فلائٹ تو لیٹ ہے۔ اور پھر خوب لیٹ ہے۔ ائر پورٹ پر پھرنے کے بعد اب بھوک بھی لگنے لگی تھی۔ صدر صاحبہ نے سب کو McDonald میں اکٹھا کیا اور پھر سب نے مل کر ٹوئر کا آخری کھانا کھایا۔ اب ہماری فلائٹ کا وقت ہو گیا تھا۔ اور ہم نے واپسی کے لئے اپنی فلائٹ کا رخ کیا۔

ہر روز راتوں کو دیر تک جاگنے کے باوجود تمام بچیاں نمازِ تہجد کے لئے پہنچ جاتیں، ہر روز تمام ممبرز صدقہ دیتی رہیں، نمازوں کی ادائیگی وقت پر کی جاتی رہی۔ شامیں قرآن کریم کے سپارے کی تفسیر، تربیتی ٹاپکس اور مختلف سوالات اور جوابات کے ساتھ سجتی رہیں۔

سارا دن کی سیر کے بعد تھکے ہارے جب ضیافت ہال میں رات کا کھانا کھا رہے ہوتے تو روز ہی کبھی کسی کو کیک کھانے، کبھی کسی کو KFC، کبھی کسی کو Godteri، کبھی کسی کو چپس کی یاد آ جاتی۔ اور پھر باہر Walk کا پروگرام بن جاتا۔۔۔۔۔

خدا کا خاص فضل شاملِ حال رہا۔ سب نے بہت انجوائے کیا۔ نئی دوستیاں بھی ہوئیں، پرانی دوستیاں مزید مضبوط ہوئیں۔ سب نے ایک دوسرے کا بہت خیال رکھا۔ یوں یہ چند دن ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کو سمیٹنے کا بھرپور موقع ملا۔ خدا کرے کہ ہم سب اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے والی بنیں اور جماعتِ احمدیہ کے روحانی خزائن میں سے حصہ پانے والی بن سکیں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔

دعائیہ اعلانات

☆محترمہ نیشنل صدر صاحبہ اپنی تمام عاملہ کی طرف سے محترمہ فریدہ قدیر کی معجزانہ طور پر کامل شفایابی کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆محترمہ فوزیہ خلیل اپنی بیٹی ارم خلیل کی شادی طے پانے کی خوشی میں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کا رشتہ مبارک کرے اور خوشیوں بھری زندگی گزارنے والا جوڑا ثابت ہو آمین نیز اپنے والد کے درجات کی بلندی اور اپنی فیملی کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆عزیزہ ارم خلیل اپنی تعلیمی میدان میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ لبنیٰ کریم اپنے بچوں کی صحت وسلامتی والی زندگی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ سبیکہ ارم اپنی بیٹی دانیا اعظم اور اپنے دونوں بیٹوں کی اچھی صحت کے لیے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ مدیحہ باسط اپنے خاوند اور اپنے امتحانات میں کامیابی نیز والدین کی اچھی صحت کے لیے دعا کی طالب ہیں۔

☆محترمہ حنا گل نیا سال سب کے لیے باعث امن اور مسرتوں کا باعث بننے کے لیے دعا گو ہیں۔

☆محترمہ نصرت ادریس اپنی، اپنے شوہر اور بچوں کی صحت وسلامتی اور ہر شر اور پریشانی سے محفوظ رہنے کے لئے نیز بچوں کے خادم دین اور جماعت کے لئے سلطان نصیر بننے کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ سدرہ نواز اپنے بچوں کی صحت وسلامتی اور نیک ہونے کے لئے نیز اپنی اور اپنے شوہر کی صحت وعافیت کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ نتاشا عمران اپنے بچوں کے خادم دین ہونے نیز اپنی اور اپنے شوہر اور والدین کی صحت وسلامتی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ شہناز ادریس اپنی صحت اور اپنی فیملی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆محترمہ عابدہ سلطانہ اپنے بیٹوں کی صحت وسلامتی، نیک وخادم دین ہونے اور پڑھائی میں اعلیٰ کامیابی کے لئے نیز اپنے والدین اور سسر کی صحت وسلامتی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ منصورہ نصیر اپنے شوہر کی صحت وتندرستی وال فعال لمبی زندگی اور ہر قسم کی پریشانی سے محفوظ رہنے کی درخواست دعا کرتی ہیں۔

☆محترمہ عتیقہ ناصر،محترمہ امتہ الکریم ایوب،محترمہ امتہ المنان اور محترمہ طاہرہ بشات اپنے بچوں اپنے شوہر کے لیے صحت سلامتی اور کامیابیوں کے لیے دعا کی درخواست کرتیں ہیں۔

☆محترمہ نادرہ ناصر اپنے بیٹے کے گھٹنے کی تکلیف دور ہونے کیلئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ عتیقہ ناصر کے بھائی صاحب بیمار ہیں ان کی صحت کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

☆عزیزہ نتاشہ تحریم اپنی کامیابیوں کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ قراۃ العین اپنے شوہر کی صحت یابی اور بچوں کے نیک اور خادم دین ہونے کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ نبیلہ طیب اپنے شوہر اور بچوں کی لمبی صحت والی زندگی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ ناجیہ عدیل اپنے شوہر اور بچوں کی لمبی صحت والی زندگی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ فریحہ اظہر اپنے شوہر اور بچوں کی لمبی صحت والی زندگی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆عزیزہ سائرہ وارث اپنے نیک نصیب ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ شگفتہ رحمان اپنی بھابھی فریدہ قدیر کے لئے جماعت سے عاجزانہ درخواست کرتی ہیں کہ خدا تعالی انھیں اپنی جناب سے شفائے کاملہ عطا فرمائے۔آمین۔ نیز اپنی اور بچوں کی صحت وسلامتی والی فعال زندگی کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ امتہ السلام اپنے لئے اور اپنے شوہر اور بچوں کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں کے اللہ تعالی سب کو صحت والی لمبی زندگی عطا فرمائے نیز نواسوں اور پوتے پوتیوں کے اچھے نصیب کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ صدیقہ وسیم اپنی فیملی کی صحت وتندرستی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ نصرت خواجہ اپنے بچوں اور میاں کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ قیصرہ خواجہ اپنے میاں اور اپنے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ امتہ اسلام اپنے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ اسماء جاوید اپنے اور میاں کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ رضوانہ کوثر اپنی فیملی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ صدیقہ وسیم اپنے بیٹے تحمید احمد طالبعلم جامعہ احمدیہ کے دوسرے سال کے پہلے سمیسٹر میں اچھے نمبروں سے کامیابی کے لئے نیز اس کی صحت کے لئے بھی بزرگان جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

☆محترمہ نیلم محمود اپنی بیٹی عائلہ محمود کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ رعنا گلِ انور لجنہ اے کی علمی ریلی کے سلسلے میں تمام ممبرات سے دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اِن کے علم اور عمل میں برکت ڈالے اور جماعت سے وابستہ رکھے۔

☆محترمہ بشریٰ خالد تمام ممبرز سے حضورِ انور کی صحت وتندرستی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں نیز بچوں کی صحت اور کامیابی کے لیے بھی دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆عزیزہ اِرم انور اپنے امتحانات میں کامیابی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ امتہ القیوم صاحبہ اپنے چھوٹے بیٹے نبیل طارق کی امین پر اس کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ امتہ الطیف انور صاحبہ اپنی والدہ کی صحت کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ عمارہ عزیز اپنی صحت کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆۔محترمہ صالحہ مدثر اپنی بیٹی کی پیدائش پر اس کے نیک،صالحہ اور قرۃ العین ہونے کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ شمع راحیلہ اپنی صحت اور بچوں کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

☆محترمہ ثمینہ خواجہ اپنی اور بچوں کی صحت وسلامتی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

بچوں کی دنیا

پیاری ناصرات!!

نیا سال نئی آب وتاب کے ساتھ شروع ہو چکا ہے۔اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے مبارک کرے۔وقت انتہائی تیز رفتاری سے گزرتا جا رہا ہے۔جس نے وقت سے فائدہ اٹھایا وہ کامیاب رہا۔حدیث میں آیا ہے کہ جس انسان کے دو دن برابر رہے اور اس نے کوئی ترقی نہ کی یا ان دو دنوں میں کسب خیر نہ کیا تو وہ گھاٹے میں رہا۔

پس پیارے بچوں!! ہمیں موازنہ کرتے رہنا چاہیے کہ وقت کے ساتھ ساتھ ہم کہیں گھاٹے میں تو نہیں جا رہے،موبائیل،انٹرنیٹ،ٹی وی اور مختلف قسم کی گیمز کا زیادہ استعمال ہمارے وقت کو ضائع کرتے ہیں۔

اپنی نمازوں کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔روزانہ قرآن کریم کی تلاوت ضرور کریں اپنی پڑھائی کے ساتھ اپنی پیاری جماعت کے کاموں میں بھی دلچسپی لینی چاہیے ۔اپنا معمول بنا لیں کہ روزانہ تعلیمی نصاب میں سے کچھ نہ کچھ ضرور یاد کرنا ہے۔

پیارے بچوں!! خالق کائنات نے دنیا کو بہت خوب صورت بنایا ہے خدا تعالیٰ نے ہمارے دل میں ایک محبت اپنے خالق یعنی خدا کی دی۔اور دوسری محبت اس کی مخلوق کی ڈال دی۔قرآن کریم میں جہاں خدا تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دیا ہے وہاں ساتھ ہی حقوق العباد یعنی اپنے بندوں کے حقوق ادا کرنے کا ارشاد بھی فرمایا ہے۔آپ چھوٹی بچیاں اپنے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کر کے بڑوں بزرگوں کی خدمت کر کے چھوٹے بہن بھائیوں کے ہلکے پھلکے کام کر کے،کمزوروں اور مستحق لوگوں کے ساتھ خدمت خلق کر کے ثواب کما سکتی ہیں۔علم سیکھنا اور دوسروں کو سکھانا بھی ایک عبادت ہے۔ابھی آپ کی عمر میں یہی تقویٰ ہے اللہ آپ کے ساتھ ہو اور نیکیوں میں آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انگوٹھیاں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام انگوٹھی پہنا کرتے تھے اور آپ نے تین قسم کی انگوٹھیاں تیار کرائی تھیں۔

ایک پر "اَلَیسَ اللہ بِکَافٍ عَبدَہٗ" کھدا ہوا تھا۔یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے۔

دوسری انگوٹھی پر الہام **غَرَستُ لَكَ بِیَدِی رَحمَتِی وَ قُدرَتِی** درج تھا۔

اور تیسری پر **"مولا بس"** یہ حضرت صاحب کا الہام نہیں بلکہ یہ ایک خاص رویا سے تعلق رکھتا ہے۔

پہلی انگوٹھی "اَلَیسَ اللہ بِکَافٍ عَبدَہٗ" والی جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حصہ میں آئی تھی انہوں نے یہ انگوٹھی آئندہ خلفاء کو دینے کی وصیت فرمائی۔

دوسری انگوٹھی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے صاحبزادے حضرت مرزا مظفر احمد امیر جماعت امریکہ کے پاس رہی۔

تیسری اور آخری انگوٹھی حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پاس ہے۔اس طرح یہ دونوں انگوٹھیاں "اَلَیسَ اللہ بِکَافٍ عَبدَہٗ" والی اور "مولا بس" والی ہمارے پیارے حضور خلیفۃ الخامس کے پاس ہیں۔

اس ماہ کا پیغام

ہر غلطی پر sorry یا unnskyld کہنا ٹھیک نہیں ہوتا

بعض اوقات اپنے آپ کو ٹھیک کرنا پڑتا ہے

اچھی باتیں

☆ تین چیزوں کو حاصل کرو......علم ، اخلاق ، شرافت

☆ تین چیزوں کو پاک رکھو......جسم ، لباس ، خیالات

☆ تین چیزوں پر ایمان رکھو......توحید، رسالت ، آخرت

☆ تین چیزوں کے لئے تیار رہو......موت ، زوال، علم

مسجد

مسجد خدا کا گھر اور عبادت کرنے کی جگہ ہوتی ہے اس کا بہت ادب و احترام کرنا چاہیے۔ اور کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جو مسجد کی عزّت کے خلاف ہو۔

راوی میں سیلاب

شہنشاہ اکبر کے زمانے میں دریائے راوی میں زبردست سیلاب آیا تھا۔ لاہور شہر کو زبردست نقصان پہنچا تھا لیکن باوجود دریائے راوی کے کنارے ہونے کے بادشاہی مسجد نہیں ڈوبی تھی بتائیے کیوں؟

جانوروں کی کچھ خاص باتیں

☆ مینڈک کبھی اپنی آنکھیں بند نہیں کرتا یہاں تک کہ سوتے ہوئے بھی آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔

☆ جیلی فش کا دماغ نہیں ہوتا۔

☆ کینگرو پیچھے کی جانب نہیں چل سکتا۔

☆ پینگوئن اپنی زندگی کا آدھا حصہ پانی میں گزارتے ہیں اور آدھا زمین (خشکی) پر

☆ کتے کے جسم کے صرف ایک حصے پر پسینہ آتا ہے، اور وہ ہے اُس کی زبان

ہنسئیے ہنسائیے

استاد: (شاگرد سے) ''برف کو جملے میں استعمال کرو''

شاگرد: ''پانی بہت ٹھنڈا ہے''

استاد: ''اس میں برف کہاں ہے''

شاگرد: ''جناب! برف پگھل گئی ہے''

ایک بچہ دوسرے بچے سے: میری مس کہتی ہیں کہ بھینس کا دودھ پینے سے دماغ تیز ہوتا ہے

دوسرا بچہ: مذاق کرتی ہونگی

اگر ایسا ہوتا تو ''بھینس کا اپنا بچہ انجینئر ہوتا''

خاتون نے دکان پر سوئٹر کو پلٹ کر دیکھنے کے بعد پوچھا۔ ''کیا اسے بارش میں بھی پہن سکتے ہیں؟''

''کیوں نہیں!'' سیلز مین نے جواب دیا

''سوئٹر بھیڑ کی اون سے بنا ہے اور آپ نے کبھی کسی بھیڑ کو بارش میں چھتری لے کر جاتے نہیں دیکھا ہوگا؟''

دماغی ورزش

ایک باپ نے اپنی بیٹی کو تحفہ دیا اور کہا بیٹی!!

بھوک لگے تو کھا لینا

پیاس لگے تو پی لینا

سردی لگے تو جلا لینا

بتائیں وہ کیا تحفہ تھا؟

تمام ناصرات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو مہینہ میں ایک خط ضرور لکھا کریں اس کے لیئے خط کا ایڈریس اور فیکس نمبر درج ذیل ہے

16 Gressenhall Road London

SW18 5Ql, United Kingdom

فیکس نمبر: 00442088705234

جواب دماغی ورزش: ۱۔ ناریل 2۔ شہنشاہ اکبر کے دور میں بادشاہی مسجد نہیں تھی

ذہین لڑکا

پرانے زمانے کی بات ہے کہ کسی ملک پر ایک بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ بادشاہ کو کہانیاں سننے کا بہت شوق تھا۔ ایک مرتبہ اس کا دل چاہا کہ کوئی ایسی کہانی سنی جائے جو کبھی ختم نہ ہو۔ اس لئے بادشاہ نے پورے ملک میں اعلان کروادیا کہ جو کوئی مجھے ایسی کہانی سنائے گا جو کبھی ختم نہ ہو، اس کو انعام سے مالا مال کر دیا جائے گا۔

جب لوگوں نے یہ اعلان سنا تو وہ دور دور سے بادشاہ کو کہانی سنانے کیلئے آ گئے۔ لیکن بادشاہ کو جو بھی کہانی سناتا وہ ایک دن یا پھر دو دن میں ختم ہو جاتی ایسی کہانی جو کبھی ختم نہ ہو، کوئی نہ سناتا۔

ایک دن ایک لڑکے نے اعلان سنا تو اپنی ماں سے اجازت لی اور بادشاہ کو کہانی سنانے کیلئے گیا۔ جب اس نے کہانی سنانے کی اجازت مانگی تو بادشاہ نے کہا کہ تم سے پہلے بہت سے لوگ آئے لیکن اُن کی کہانی ایک دن یا پھر دو دن میں ختم ہو جاتی۔ کسی نے ایسی کہانی ابھی تک نہیں سنائی جو آج تک جاری ہوتی تم تو ویسے بھی ابھی چھوٹے ہو لیکن اس لڑکے کے بہت زیادہ اصرار پر بادشاہ نے اسے اجازت دے دی، اس لڑکے نے اپنی کہانی اس طرح شروع کی۔

" ایک ملک میں ایک بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ ایک دن اس کے نجومی نے آ کر بتایا کہ ملک میں قحط پڑنے والا ہے۔ بادشاہ نے نجومی کی بات سن کر ایک بہت بڑا کمرہ اناج کے لئے بھر دیا۔ ایک دن ایک چڑیا نے دیکھا کہ کمرے کی چھت میں ایک سوراخ ہے۔ چڑیا سوراخ سے اندر چلی گئی اور وہاں سے گندم کا ایک دانہ اُٹھا لائی۔ جب دوسری چڑیا نے دیکھا تو وہ بھی اندر گئی اور دانہ اُٹھا لائی۔ پھر ایک اور چڑیا گئی اور دانہ اُٹھا لائی۔ بادشاہ نے پوچھا "پھر آگے کیا ہوا؟" لڑکے نے کہا پھر ایک اور چڑیا آئی اور دانہ اُٹھا لائی۔۔۔۔ بادشاہ نے بڑی بے تابی سے پوچھا " آگے کیا ہوا؟" تو لڑکے نے بادشاہ سے کہا "جب تک چڑیاں سارے دانے اُٹھا کر نہیں لے جائیں گیں اس وقت تک کہانی آگے نہیں بڑھے گی۔" بادشاہ لڑکے کی ذہانت سے بہت متاثر ہوا اور اس نے لڑکے کو بہت زیادہ انعام دیا اور لڑکا خوشی خوشی اپنے گھر چلا گیا۔

شوریٰ کی تجاویز کے سلسلہ میں کیا آپ کے گھر میں **اُردو** زبان کے فروغ کے لئے کوشش ہو رہی ہے؟

جلدی سے بتائیں

یہ سال جماعت احمدیہ میں کس لحاظ سے خصوصیت کے ساتھ اہم ہیں؟

1908

1914

1965

1982

2003

ان سالوں میں جماعت احمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد بالترتیب خلافت اولیٰ، ثانیہ، رابعہ اور خامسہ کا انتخاب ہوا۔

Frukt og grønnsaker

Hvorfor trenger vi å spise frukt og grønnsaker hver dag?

Både fagfolk og Kreftforeningen har kampanjersom forteller deg at du skal spise minst 5 omdagen og hvis vi kunne øke inntaket av frukt oggrønnsaker hver dag vil dette gi en betydeligreduksjon i antall krefttilfeller.Likevel strever de fleste mennesker med å kunnespise så mye frukt og grønt som anbefalingeneforteller dem.

Hvis du spiser mer frukt og grønnsaker hver dag(dette er antagelig det dobbelte av hva du spiser idag), kan jeg fortelle deg at du vil forbedre helsendin.

Du vil føle deg bedre. Du vil ha mer energi, mindreallergier og færre hodepiner. Frukt og grønnsakergir deg vann, fiber og tusenvis av forskjelligevitaminer, mineraler, antioksidanter, fiber ogfytonæringsstoffer du er avhengig av for å beholdeen god helse.

Fordelene med å spise frukt og grønnsaker inkluderer følgende fordeler:

- Reduserer risiko for kreft
- Et friskt hjerte
- Sunne kolesterolnivåer
- Beskytter urinfunksjonen
- Forhindrer alzheimer
- Viktig for gravide
- Styrker skjelettet
- God helse i tannkjøttet
- Sinker aldringsprosessen
- Tar vare på huden
- Bevarer synet
- Styrker immunforsvaret
- Gir helse og livsglede

Muharram

Muharram er den første måneden i den islamske kalenderen. Denne måneden er en av de fire hellige månedene i året. Den islamske kalenderen følger månen, og dermed kan Muharram flytte seg 11-12 dager hvert år i forhold til den gregorianske kalenderen. Måneden starternår en eller flere troende muslimer observerer nymånen på himmelen, og derfor kan man ikke med sikkerhet si når en måned vil starte. Alle konfliktene er ofte løst denne måneden.

Det islamske nyåret er ikke anerkjent som en islamsk feiring. Noen muslimer mener derfor at nyttårsfeiringen og tradisjoner knyttet til det er haram, altså forbudt.

Nedenfor finner dere oversikt over når Muharram har funnet sted i løpet av de siste årene, og når den inshaAllah vil komme i år.

- 1434 etter Hijra: 15. november 2012 – 13. desember 2012
- 1435 etter Hijra: 4. november 2013 – 3. desember 2013
- 1436 etter Hijra: 25. oktober 2014 – 22. november 2014
- 1437 etter Hijra: 14. oktober 2015 – 12. november 2015

Den første dagen i Muharram er starten på det nye året i islam. En av de største tragediene i islams historie fant sted i denne måneden, nemlig slaget ved Karbala. Alle muslimer i verden minnes denne tragedien på sin egen måte.

Slaget ved Karbala?

Før jeg forteller om hva slaget ved Karbala handlet om, vil jeg veldig gjerne fortelle hvem Imam Hussein var. Hazrat Imam Hussein var sønn av Hazrat Ali ibn AbiTalib og Hazrat Fatima al-Zahra, datteren til Den Hellige Profeten Muhammad[sa].

Slaget ved Karbala var en kamp mellom Hussain ibn Ali, familien og deres tilhengere, og styrken til Yazid. 10.muharram år 61 (10. Oktober 680) fant slaget ved Karbala sted, i dagens Irak. Hussain og alle hans tilhengere ble drept, inkludert Hussains 11 måneder gamle sønn. Kvinner og barn ble tatt til fange. Sjia-muslimer holder minneseremonier den dagen. En vanlig sørgemetode er å slå seg på brystet. Slaget ved Karbala minnes en gang i året. Dette er en 10-dagers periode i måneden Muharram. Den tiende dagen blir kalt for Ashura. Noen muslimer faster denne dagen.*

Jama'atAhmadiyya

Jama'ats medlemmer pleier å ha som formål å lese mest mulig duroodshareef i denne måneden, spesielt i løpet av de 10 første dagene. Som dere vet sender vi velsignelser over Den Hellige Profeten Muhammad[sa] og hans folk når vi resiterer durood.

Ahmadi-muslimer kan også faste under disse 10 dagene. Det blir kalt for nafliroze.

*Mange tror at man faster den 10. Muharram på grunn av selve Ashuraen. Men det er ikke nødvendigvis slik. Hos det Israelske folket (det Mosaiske samfunnet) var denne dagen kjent som «Frelse-dag». Av den grunn pleide de å faste den dagen for å behage Gud. Den hellige Profeten[sa]pleide selv å faste den dagen før å faste i Ramadan måneden ble obligatorisk.

HadiqaFarhat

Dagens forbrukersamfunn

Vi mennesker lever i dag i et samfunn hvor vi benytter oss av unødvendige varer og tjenester hver eneste dag, og dette utgjør forbrukersamfunnet. Vi kjøper ting vi ikke har bruk for, og kaster ting som er fullt brukbare. Dette er unødvendig pengebruk og preger samfunnet vårt mer og mer. Men hvorfor blir vi muslimer påvirket av dette bruk-kast-samfunnet når Koranen selv sier at vi skal unngå unødvendig pengebruk?

Forbruksmønsteret er en beskrivelse av hvordan folk i Norge bruker pengene sine, og hva de bruker pengene sine til. I følge Statisk sentralbyrå (SSB) har forbruket vårt nesten tredoblet seg i perioden 1958 til 2005. I denne perioden ble matutgiftene redusert fra 40 prosent av lønna til 10 prosent av lønna, mens boutgiftene har økt fra 14 prosent til 26 prosent og transportutgifter har økt fra 7 prosent til 18 prosent. Med dette ser vi at forbruksmønsteret vårt forandrer seg voldsomt. At vi i dag bruker en mindre del av inntektene våre på mat, klærog sko vil ikke nødvendigvis si at vi kjøper oss mindre, men at disse varene har blitt billigere iforhold til inntektene.

I det samfunnet vi lever i kan det å ha ``det nyeste og dyreste`` for mange bety å få brastatus, enten det gjelder bil, klær eller mobiltelefon. Mange er også opptatt av å vise fremhvem de er, gjennom hva de eier. Selv om vi har en fungerende og brukbar mobiltelefonskal vi gjerne ha den nyeste og dyreste mobiltelefonen på markedet, men hvorfor svir vi avpenger på ting som er absolutt unødvendige bare for å få bra status hos venner og bekjente?

Noen av varene og tjenestene vi kjøper er selvfølgelig for å dekke grunnbehovet vi har for åleve, vi trenger mat og drikke for å holde oss gående, og vi trenger klær for å holde ossvarme. Men en stor del av forbruket vårt er bare med på å gjøre livet mer behagelig for oss,og kanskje for å gi oss et bra statussymbol. Men har du noen gang tenkt over om pengerfaktisk gjør deg lykkelig? Når man en gang lar seg påvirke av status-presset i samfunnet vårthar vi bare satt oss selv i en faresone. Vi har satt oss selv i en sone hvor vi alltid kommer til åføle presset om å ha de nyeste varene på markedet enten vi har god råd i fremtiden ellerikke.

«Den økonomien som er liten og nok, er bedre enn det som er mye og fører til forsømmelse»

Michelle Majid Khokar

Barneside

Laget av SafiaSaharQaisrani

Menneskerettigheter:

Alle muslimer er påbudt å tilbe og lovprise vår enestående Herre, men vi har i tillegg en annen oppgave i livet. Å tjene menneskeheten.

Vår hellige bok, Koranen, gir oss tydelige retningslinjer om hvordan vi skal oppføre oss. Den har heller ikke ignorert rettighetene til menneskene rundt oss. Alt fra rettighetene til vår familie og til den ukjente mann er nevnt. Kort sagt har Koranen tatt vare på alle menneskene.

Koranen lærer oss å respektere og ta vare på foreldre, men på den andre siden får også foreldre beskjed om å ta vare på sine barn. De foreldreløse er heller ikke glemt:

«Og nærm dere ikke den foreldreløses eiendom unntagen på den beste måte, inntil han når sin modenhet, og oppfyll pakten»

En muslim skal heller ikke være gjerrig. De fattige og trengende skal tas vare på, den rikdommen du har fått bør deles med de som trenger det, for dette er deres rett.

Så husk å gi alle menneskene rundt deg det de har rett på, men du skal likevel ikke forvente noen belønning fra dem:

«Vi bespiser dere kun for å vinne Allahs velbehag. Vi ønsker oss ingen belønning eller takk fra dere.»

(Surah Al-Dahr vers 10)

Visste du at:

- Lynet slår ned 8 millioner ganger på jorda hver dag.
- Det er flere kyllinger enn mennesker i verden
- Folk nyser ikke når de sover
- Eiffeltårnet blir 15 cm høyere om sommeren
- En gjennomsnittlig person vil gå 4 ganger rundt jorda i løpet av sitt liv
- Damer blunker dobbelt så ofte som menn
- Hjertet slår mer enn 100 000 ganger daglig
- Delfiner sover med ett øye åpent

Dra strek til riktig oversettelse!

Bekreftelse	خوش آمدید
Univers	شب
Intensjon	معزرت
Velkommen	انسان
Kvinne	تصدیق
Natt	نیت
Unnskyldning	کائنات
Nysgjerrighet	عورت
Menneske	استفاده
Nytte	تجسس

Anday ki Mithai

(Dessert laget av egg)

5 dl tørr melk

12 egg

170g smør

2.5 dl nøtter (mandel eller valnøtt)

4-5 dl sukker

1 tsj. Vaniljesukker

Sett stekeovnen på 175 C. Smelt smør og sett det til side.

Rør sammen sukker og melk.

Hell den over smøret og rør den sammen til smeten er fri for klumper.

Forsiktig rør inn eggene, men husk ikke pisk eggene.

Rør inn nøttene og vaniljesukker sist.

Sett pannen på midterste rille i stekeovnen og stek den i ca. 30 minutter.

Server den varm!

(Oppskriften sendt av Salmana Batool)

Laks er både godt og sunt og rask å lage ikke minst Her er det en sprø variant av fisk. Lett å få i barna!

800 g Laksefilet

8 Hvetetortilla

2ts Tacokrydder

Friske urter

100 g Revet hvitost

Diverse grønnsaker

Assortert salat

Salsa

Sweet chili saus

Lettrømme

Ris

Sett stekeovnen på 250 ºC.

Legg hvetelefsene på stekebrett og strø over tacokrydder, friske urter og ost.

Stek hvetelefsene midt i ovnen i ca. 4 minutter. Avkjøl på en pinne så de får tacoskjell-formen.

(Du kan også benytte ferdige taco tubs (skålformede tacoskjell) eller vanlige tacoskjell.)

Del laksefileten i to stykker per porsjon.

Stek laksestavene i en panne med litt olje i ca. 1 minutt på hver side.

Dryss over salt og pepper.

Fyll skjellene med det du måtte ønske av grønnsaker (f.eks. hakket agurk, paprika, løk, squash etc.) salat og salsa, guacamole, rømme og eller annen dressing.

Ha til slutt i de stekte laksestavene.

Tips:

- Kokt ris smaker også deilig til denne retten. Server ved siden av eller i skallet.

- Stek gjerne grønnsakene raskt i en steikepanne slik at de blir litt varme.

Tips: Ønsker du annen smak på laksen, bruk gjerne tandoorikrydder eller annet krydder. Grønn eller rød pesto smaker også ypperlig til denne retten.

fortalte ham det. Han erklærte at Gud hadde fortalt ham om at han var sønnen hvis budskap hadde blitt gitt til den utlovede Messias[as] for utbredelsen av Islam til alle verdens hjørner. Hudoor[aba] siterte flere ikke-ahmadi muslimske lærde som erkjenner hans høye status.

Hudoor[aba] sa: HadhratMuslehMaud[ra] ga verden nye intellektuelle dimensjoner som folk allment erkjente. Ingen kom overhodet i kontakt med ham uten å bli dypt imponert av hans enorme kunnskap, visdom og åndelige dyktighet. Utenom hans ukentlige prekener, skrev han mange bøker og holdt mange taler og forelesninger, som nå blir publisert i bokform av Fazl-e-Umar Foundation. Jeg benytter meg av denne muligheten til å oppfordre stiftelsen til å fremskynde dette arbeidet, og også om at de må være oppmerksomme på å oversette dette til andre språk. Enhver av oss bør forsøke å bli en Musleh (reformator) i sin egen sfære. La oss spre den opprinnelige læren av Islam gjennom vår kunnskap, ord og handling. La oss også vekke mer oppmerksomhet mot å reformere oss selv, våre barn og samfunnet i sin helhet.

Hudoor[aba] avsluttet med å informere menigheten om den triste bortgangen av QantaOrchardsahiba, hustruen til den avdøde Maulana Bashir Ahmad Orchard sahib. Hudoor[aba] ledet hennes begravelsesbønn etter Jumua bønnen.

Kilde: Brev fra Ch. Hameedullah sahib, Wakil A`la Tehrik-e-Jadid Anjuman Ahmadiyya, Pakistan. Datert 24.02.2011

Denne månedens Budskap

Sørg for å si *Assalam-o-alaikom*i stedet for ‘Hei’ eller ‘Hallo’ når dere møter hverandre eller hilser til hverandre

Det er en fin måte å spre fred og kjærlighet i samfunnet

Fredagspreken angående profetien Musleh Maud

Den 18. februar 2011 holdt Hadrat Mirza MasroorAhmad[aba]KhalifatulMasih V fredagspreken om profetien Musleh Maud

Hudoor[aba] sa: Profetien angående *Musleh Maud* er ikke spesifikt rettet mot ett enkelt individ, men er basert på en profeti omtalt i hadith (*han, altså Messias, vil gifte seg og få avkom*). I denne profetien ble den utlovede Messias[as] gitt budskapet om en utlovet sønn, som ville være Den utlovede Reformator. Den utlovede Messias[as] velsignet oss med kunnskapen om at det er kun én levende profet, og han er Muhammad[saw], som leder oss mot Gud; og det er kun én bok, den ærverdige Koranen, som er kjernen av alle sannheter og sann rettledning.

Januar, 1886 dro den utlovede Messias[as] - under guddommelig veiledning - til Hoshiarpur, hvor han[as] tilbrakte førti dager i seklusjon, bønn og faste (*Jillah*). Under dette oppholdet meddelte Gud ham om mange gledelige budskap angående spredningen av Islam. Han gav ham også budskapet om en sønn som ville bli kalt Musleh Maud (Den utlovede Reformator). Den utlovede Messias[as] publiserte denne profetien i sin bok *Siraj-e-Munir*, den 20. februar 1886.

Hudoor[aba] leste opp teksten i profetien som inneholder 52 kvaliteter av Musleh Maud. Det var en vesentlig profeti, for den forutsa fødselen til en sønn, som ville være middelet for å spre Islam og *Tauhid*(Guds enhet), og for å avdekke den sanne statusen til den ærverdige Profeten[saw] til verden. Når det gjelder profetien, ble HadhratMuslehMaud[ra] født i 1889, som var det samme året som Ahmadiyya Muslim Jama'at ble grunnlagt.

Hudoor[aba] sa: Hvis vi studerer de 52 årene med HadhratMuslehMaud[ra] som Khalifa, i lys av de 52 kvalitetene nevnt i profetien, finner vi at alle ble oppfylt i hans liv. Han vokste opp raskt og fremskyndet arbeidet med utbredelsen av Islam. Han bygget moskeer og misjonshus og under hans tid, ble menigheten etablert i 35 land og den ærverdige Koranen ble oversatt til mange språk. Strukturen av organisasjonen i menigheten, som ble utarbeidet av HadhratMuslehMaud[ra] vedvarer den dag i dag, og man kan knapt tenke en måte å forbedre den på. Det samme er sant om oppsettet av jama'atens andre organisasjoner.

Hudoor[aba] sa: Den utlovede Messias[as] sa selv at Mian Mahmood var sønnen som var nevnt i profetien. HadhratKhalifatulMasihII[ra] erklærte ikke seg selv som Musleh Maud, før Gud

Jeg har hatt flere drømmer som er tilknyttet min konvertering, men i denne anledningen vil jeg fortelle dere om en viktig hendelse:

Morgenen 28.8.2014 skulle jeg og mine barn reise til London på grunn av JalsaSalana. På vei til flyplassen fra Fredrikstad til Oslo ble vi forsinket på grunn av kø i ca. 1 time. Vi trodde at vi ikke kom til å nå flyplassen tidsnok og rekke avgang. Hele veienbajeg til Gud for at vi skulle komme frem tidsnok til flyplassen. Da vi kom fram til flyplassen var det bare 20 minutter igjen til avgang. Etter inn-sjekking og kontroll, måtte vi løpe til 'gaten'. Vi hadde bare 5 minutter igjen da vi kom fram, dørene var lukket og det var ingen folk der. Vi så en mann med en koffert som holdt på å gå ut fra skranken. Vi tryglet han om å få komme med på flyet siden vi hadde vært i kø og blitt forsinket. Han sa at det var veldig vanskelig å ta oss med men han tok en telefon med flyvertinnene. Han snakket i telefon en god stund uten å si noen ting til oss. I dette øyeblikket tenkte jeg på Hudoor[aba] sin fredagstale uken før (om de tre personene som ble stengt inne i en fjellhule). Da bajeg til Gud: Min kjære Gud, om jeg har gjort noe bra i mitt liv så ''åpne'' dørene på flyet for oss. I dette øyeblikket løftet mannen hodet og sa: dere blir med. Det var kjempe deilig

7. ***Er det noe som virkerutfordrende med å være Ahmadimuslim?***

Ja, man føler seg ensom i familien og i samfunnet man bor i.

8. ***Hvamener du er det viktigste for en Ahmadi muslim?***

Å gjøre tabligh for å spre den sanne Islam

9. ***Kva bør vi som Ahmadi gjøre for å kunne spreie Ahmadiyyas bodskap til omverdenen?***

Å vise høy moralsk karakter til folk rundt oss

INTERVJU

Navn: Berivan Mohammed Saeed

Etnisitet: Kurdisk (Kurdistan Irak)

Sivilstatus: Skilt

Yrke: Tospråklig lærer

1. ***Hvordan ble du introdusert for Islam Ahmadiyyat?***

   Gjennom MTA 3 (Al-Arabia)

2. ***Hva er grunnen til at du konverterte til Islam Ahmadiyyat?***

   For å være en av etterfølgere til Imam Mahdi, og den utlovedeMessias[as] slik Profeten Muhammad[sa] befalte oss.

3. ***Hvor lenge har du vært en Ahmadi muslim?***

   4 år

4. ***Hvilkekomplikasjoner måtte du stå overfor i forhold til din konvertering? Hvordan reagerte dine nære og bekjente?***

   Det førte til noen konflikter mellom meg og mine familiemedlemmer. De ville ikke akseptere i det hele tatt og dette førte til mange diskusjoner mellom oss, formålet deres er å få meg ut framenigheten.

5. ***Hvordan har livet ditt forandret seg etter konverteringen?***

   Alt har forandret seg til det beste. Ahmadiyya har lært meg hvordan man kan skape en sterk relasjon med Gud. Ahmadiyya har gitt meg et nytt syn til alt som er rundt meg og ikke minst kjærlighet til alle mennesker.

6. ***Vil du fortelle om noen hendelser/drømmer som er tilknyttet din konvertering eller har forsterket din tro som en Ahmadimuslim?***

Da det ble spurt om motsetningene mellom religion og vitenskap svarte Hudoor[aba] at det ikke var noen motsetninger mellom Koranens lære og vitenskap. Koranen sier at teorien om Big Bang stemmer og forteller hvordan universet og vår verden ble til. Hudoor[aba] nevnte i forbindelse med vitenskap og religion Dr. Abdus Salam. Hudoor[aba] fortalte at han ofte pleide å si at Koranens 700 vers direkte eller indirekte har en forbindelse med vitenskap. Hudoor[aba] nevnte i tillegg Clement Wragge fra New Zealand. Clement Wragge møtte Den utlovede Messias[as]i mai 1908 i Lahore, hvor de diskuterte om det var noen stridigheter mellom Koranen og vitenskapen. Den utlovede Messias[as] besvarte alle spørsmålene til Wragge. Clement Wragge ble tilfredsstilt av svarene han fikk, og konverterte derfor til Ahmadiyyat.

Da det ble spurt om rettighetene til menn og kvinner og likestilling, svarte Hudoor[aba] at Koranen har opprettet menneskerettigheter. Helt siden islam ble grunnlagt, altså for 1400 år siden, har den gitt rettighetene til arv og skilsmisse. I motsetning til Europa som for bare noen hundre år siden innførte retten til skilsmisse. Islam gir de samme rettighetene til menn og kvinner i hverdagslivet. Hudoor[aba] forklarte videre: det er i dag et flertall av kvinner i verden, men i hvor mange land er det en kvinne som er statsoverhode? Det betyr at dere ikke gir kvinnene rettighetene deres i praksis. Dere likestiller dem ikke i praksis. Islam gjør det klart for både menn og kvinner hvilke rettigheter de har, men samtidig også hvilke ansvar de har. Kvinner har rett til å få utdanning, og de kan jobbe om de ønsker det. Dersom mannen tjener godt, blir kvinnens største ansvar å passe hjemmet og barna. Den hellige Profeten[sa] uttalte at paradiset ligger under morens føtter. Dette fordi det er moren som oppdrar barna og gjør dem til nyttige mennesker i samfunnet, slik at de hjelper til med å utvikle et land. Hudoor[aba] sa at vi tror på dette og følger det, men det er andre som tror på det uten å følge det. Hudoor[aba] fortalte at vår andre kalif etablerte en organisasjon for kvinner, for om mennene ikke oppfylte deres plikter eller fullførte deres ansvar skulle kvinnene gjøre det. Vi ønsker at kvinnene skal gjøre mer fremgang enn menn. Hudoor[aba] ga et eksempel om et tre. Om man planter et lite tre rett ved siden av ett annet vil dens vekst ikke bli stor, men om man derimot planter det lille treet på et åpent område vil det vokse frodig. Akkurat slik ble det etablert en egen organisasjon for kvinner slik at de kunne gjøre fremskritt.

Hudoor[aba] sin tur til Tyskland 2014

Ved anledning JalsaSalana Tyskland 2014 kom det mange tusener mennesker. Mange land og nasjoner var representert. Hudoor[aba] møtte folk fra både Slovenia, Bulgaria, Kroatia, Slovenia og Ungarn. Det ble gjort flere spørsmål og svar samlinger; der Hudoor[aba] svarte på spørsmål som folk fra forskjellige nasjoner lurte på. Møtet nedenfor er hentet fra Al-Fazl International.

Møte til kvinnelige studenter fra Kroatsia og Slovenia med Huzoor[aba]

MubashrahMubarka

En kvinne spurte om Messias' komme hadde endret menneskenes hjerter?Hudoor[aba] svarte at det er nøyaktig det som har skjedd. Da den utlovede Messias[as] hevdet at han var den utlovede messias sto han alene. Men ved hans bortgang hadde han nærmere en halv million tilhengere. 99.9% av konvertittene var muslimer fra før. Med Allahs velsignelser endret han deres hjerter, handlinger og karakterer. Hudoor[aba] sa: Jama'aten vår er etablert i Vest-Afrika og i Øst-Afrika. I Nord-Amerika, Sør-Amerika, Europa, landene i den fjerne Østen, Pakistan og India har Jama'aten mange tilhengere. Atferd, karakter og handlinger til ahmadier er lik for hele jama'aten hvor enn i verden de er. Det er Ahmadiyya menigheten som følger den sanne læren. Hudoor[aba] sa at den hellige Koranen gjelder for alle muslimer. Det er bare én bok men det er forskjell mellom handlingene til de som følger den. Mullaene har tolket Koranen feil, men vi ahmadier følger dens ekte og sanne lære.

En gjest spurte hvorfor dagens ungdommer ikke ønsker å følge noen som helst religion?Hudoor[aba] svarte at mennesker har blitt negativt innstilt til religion, og at de heller ikke er overbevist over Guds eksistens. Men det er fortsatt mange som er overbevist om at det trengs en religion og en Gud. Hudoor[aba] sa at når mennesker av from natur ser handlingene til ahmadier, og når de ser den ekte og sanne læren til islam gjør det inntrykk på dem. Derfor er det mange ungdommer som slutter seg til vår menighet.

8. Manglende selvtillit er også et av de viktige symptomene. For eksempel når en erfaren sjåfør under krevende omstendigheter ikke klarer å passe på trafikk lys eller ikke tar hensyn til fotgjengerfelt.
9. Likedan er en forandring i appetitt et tydelig symptom. Enten økt eller redusert matlyst er alltid veldig synlig i form av forandring i vekt.
10. Tanker eller ønsker om selvmord betegnes som mest farlig symptom på depresjon. Ønsker, planer eller forsøk på å fullføre tidligere planer om selvmord er en pekepinn på alvorlighetsgraden av tilstanden.

Hvis en har noen av beskrevet vedvarende symptomer i minst femten dager og de påvirker de dagligdagsrutinene kan man si at vedkommende er rammet av depresjon.

Om du ser noen av disse tegnene hos din kjære eller dine nærmeste vær oppmerksom på at disse symptomer ikke forandrer dagliglivet til vedkommende. Om dette er tilfelle bør det tas på alvor. Noen ganger hjelper det enormt bare ved å tilby tillitsfull prat til den rammede. Dette kan hjelpe med enten å minske eller helbrede plagene.

Om dette ikke hjelper og plagene/vanskene vedvarer er det mye mer fornuftig å søke profesjonell hjelp tidligere enn senere.

Symptomer på depresjon

Dr. Hala Bint-eSa'ad

Målet med å ta opp dette tema er at enhver av oss skal kunne være stand til å gjenkjenne disse symptomene hos en som er deprimert og kunne hjelpe vedkommende.

Hvert menneske kan få ”ups and downs” i løpet av livet sitt. Noen ganger skjer det uten grunn. Andre ganger kan disse plagene behandles ved hjelp av kjerringråd. Det er livsviktig å huske at hvis en føler at man ikke blir bedre av disse rådene skal man ikke nøle med å søke profesjonell hjelp. Ubehandlet depresjon kan også resultere i dødsfall.

Det er veldig mange tegn/symptomer som gir mistanke av depresjon, men kjernesymptomer kan være følgende:

1. Tristhet er et av de tegnene. I tillegg til tristheten tar følelsen av kontinuerlig skuffelsen et stort plass. En prøver sitt beste men negative tanker gir ikke slipp. Ubegrunnet gråt er også et problem.
2. Mangel på interesse er ganske vanlig. En har hobbyer, ting eller nytelser som tidligere har gitt glede. Den som blir deprimert savner gleden. Enten er gleden mindre enn før eller er helt fraværende. Ansvarbevistheten er manglende. Samtidig slutter man å dyrke nye interesser.
3. Vedvarende følelse av trøtthet og fysisk svakhet er et tydelig tegn. En finner ikke grunnlag for fysisk svakhet, ingen historie på foregående hardt arbeid eller mangel på vitaminer osv osv.
4. Selvfølelsen blir veldig lav samtidig kommer svakheten frem. Selvkritikk og hjelpløshet tar enorm plass.
5. Irritasjon er et vedvarende problem for de som blir rammet av depresjon, sinne. Urolighet og rastløshet øker betydelig.
6. Man får en mangel på konsentrasjon og plutselig og betydelig hukommelsestap. I tillegg forandrer tankemøsteret seg enormt.
7. Forandring i søvnmønster er et av de viktigste tegnene. Mer eller mindre enn vanlig søvnbehov, oppdelt søvn, lett eller overfladisk søvn hører med. Selv etter betydelig økt behov for søvn er en rammet av evig tretthetsfølelse.

se sannheten til Ahmadiyyat skinne langt og bredt på jorden. Dette er ikke vanskelig å gjennomføre for vår Herre.“

Med dette dro journalisten Mr. Corio til England i mars år 1916, og ble den første muslimen i London.12. Mars 1914 skrev Hudoor en artikkel ved navn ”Kon he jo Khudakekaamko råk sake?” (Hvem er det som kan hindre Guds vilje). Grunnen til at han skrev artikkelen var at folk mente at han hadde planlagt å bli kalif. Noe som slettes ikke var sant. Artikkelen ble svært kjent og mange konverterte seg til Ahmadiyya menighet.

I November samme år, oppfordret HadratKalifatulMasihII[ra]jamaaten for økonomiske bidrag til gjennomføring av Minarat-ul Masih. Og i desember 1916 sto med Allahs velsignelse MinaratulMasih ferdig.

Det her er bare noen av de få ting har gjorde for jammaten. Han skrev også mange bøker blant annet tafsir-e-kabir, som var en fortolkning av Den hellige Koranen, er et eksempel på islamsk lærde. Han ga menigheten en organisert struktur ved å dele jammaten i aldersgrupper. Kvinner ble delt i to grupper: Nasirat-ut-Ahmadiyya (barn) og LadjnaImaillah. Menn ble delt i tre: Ansar-ul-Ahmadiyya, Kuddam-ul-Ahmadiyya og Atfal-ul- Ahmadiyya (barn)

Hudoor ledet jammaten i 52 år til sin død i 1965. I dag feirer vi i februar YaumeMusleh Maud;dag for å markere oppfyllelsen av "Profeti Musleh Maud".

HadratMuslehMaud[ra]sitt visjon

«Jeg ønsker å se Ahmadiyyat sin sannhet skinne vidt og bredt i hele verden»

HadratMuslehMaud^{ra}

Maliha Anas

I 1886 etter en guddommelig veiledning dro den utlovede Messias^{as} i en tilbaketrukket tilværelse til byen Hoshiarpur i India for å vie sin tid til bønn og tilbedelse til Gud. Han gjorde dette i førti dager før han publiserte en form for profeti han hadde fått av Gud. Profetien ble publisert den 20. Februar 1886 og skulle bli oppfylt innen 9 år. En del av åpenbaringen var følgende:

"Gled deg over en kjekk og ekte sønn vil bli skjenket deg. Han vil være ekstremt intelligent, med ild i hjerte.(...) Hans egenskaper og intelligens vil helbrede mange, og hans berømmelse vil spre seg til verdens hjørner og mange vil bli velsignet gjennom ham."

Mine kjære søstre denne åpenbaringen som dere vet var om HadratMuslehMaud^{ra}, vår andre Kalif. Hadrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad^{ra}
Og det er ham jeg skal fortelle dere om idag.

HadratMuslehMaud^{ra} vokste opp og var uten tvil alt det profetien kunngjorde. Han var ekstremt intelligent noe som lyste mye gjennom det han gjorde for menigheten og at han fikk det høyeste embetet i iAhmadiyya- menigheten. Fredag den 13. mars døde den første kalifen HadratMaulana Hakim Noor-ud-din^{ra}, og neste dag ble det avstemning på ny kalif. Maulana Syed Ahsan Amrohvi foreslo HadratBashiruddin Mahmood Ahmad. Han var nølende og nektet først, men tilslutt aksepterte han dette og tok eden til å bli Kalif. Slik ble han den andre etterfølgeren av den utlovede Messias^{as}, i kun en alder av 25 år. Han ledet Jammaten i en svært sårbar tid, men han forvandlet tiden heller til en storhetsepoke. Blant annet ble det sendt folk fra Jammaten ut i verden som misjonærer.

HadratKalifatulMasih^{ra} II sine gjerninger for jammaten er utallelige, men en av de største og viktigste må være grunnleggelsen av et sterkt system for utbredelsen og forkynnlesen av Islam. Medlemmer av jamaaten over hele landet ble invitert til en Majlis-e-shoora for å diskutere hvordan utbredelsen kunne skje, det var da HadratKhalifatulMasih II kom med ideen om en gruppe menn som skulle lære seg forskjellige språk slik at det kunne bli enklere å spre budskapet til Islam til alle verdens hjørner. Han understreket med å si: „Jeg ville likt å

er selv i dag sett som et underverk. Utdypelsen av den hellige koranen kalles “Tafseer-e-sagheer” og inneholder oversettelse med utdypelse og notater med korte forklaringer. Det finnes også en større utgave som kalles “Tafseer-e-kabeer” som inneholder forklarer ting i dybden. Denne har mange utgaver.
Disse utdypelsene er beundret av både muslimer og ikke-muslimer. Det er sagt at denne boken forteller m viktigheten av Koranen og ikke minst religionen islam. Måten Islam er vist på i denne boken er ikke blitt vist i noen annen bok.
Mange folk ble Muslim og Ahmadi på grunn av denne boken. Først når du har lest denne kan du forstå Koranen og du vil utvikle en sterk interesse i Boken.

Den andre Kalifen[ra] fortalte gang på gang om den første Kalifen[ra] og om de gangene da han pleide å lese Koranen for ham. Da den andre Kalifen[ra] hadde spørsmål pleide han å spørre den første Kalifen. Den første Kalifen[ra] svarte en gang at: " Mahmood, jeg lar aldri noe være igjen. Jeg forteller alt jeg vet, om det er noe du allikevel ikke blir overbevist burde du be Allah. Du er sønnen til den utlovede Messias[as] og burde ikke spørre, men tenke selv. Allah vil fortelle deg."

Abdul Majid fra Darja bari skriver etter bortgangen til den andre Kalifen[ra] at:
“Han har brukt hele sitt liv på å spre Koranens kunnskap og budskap. Dette gjorde han med begeistring og han stoppet aldri opp. Måtte fred være med ham.“

Uansett om det var religiøs- eller verdslig kunnskap var den utlovede Sønnens studier omfattende. Huset hans var fylt med bøker om all slags kunnskap. Under fotnotene til disse bøkene finner man hans egene notater. Disse bøkene er i dag i biblioteket i Rabwah. I sine 51 år som kalif har han gjort utallige dåder for Islam, men å skrive de alle i en artikkel er umulig.

Selv etter å ha jobbet så lenge ble han aldri sliten. Han var alltid livlig, var glad i barna og hadde respekt for hver og en. Den utlovede Sønnen forlot oss 1965 mellom den 17 og 18 november. Han ble begravd i den hellige Gravplassen i Rabwah.

skjenket av Gud og ikke fra noen verdslige skoler.

Den utlovede Sønnen var intelligent fra barndommen. En dag mens han lekte med vennene sine kom den første kalifen og spurte med en myk og vennlig stemme. "Mahmood, leker du?" På dette svarte han: "Når jeg blir stor skal jeg jobbe." Han var bare 4 år gammel da.

Etter den utlovede Messias[as] sin bortgang begynte motstanderne å kverulere. For å svare på argumentene skrev han en bok som heter "Saddiqokiroshniko kon door kar sakta he." Dette var hans første bok. Da den første kalifen leste denne boken sa han til Maulvi Mohammad Ali Sahib "Maulvi sahib, vi har begge skrevet en bok etter bortgangen til den utlovede Messias[as] for å svare opposisjonen, men Mahmood har overgått oss begge."

Både taler og bøker til den andre kalifen[ra]var kunnskapsrike og full av innvinklinger slik ingen hadde tenkt på de før. Han berørte temaer som politikk, internasjonale saker og økonomi og mye mer. Det er vanskelig å forestille seg at han hadde en så bred og fullverdig kunnskap om alt han snakket om. Dette viser at hans kunnskap var benådet av Gud den Allmektige. For å understreke poenget mitt har jeg et par bøker som eksempel:

- Islam kaiqtesadinizaam
- Nizaam-e-nau
- Minhaj-ul-talebiin
- Hasti-e Bari ta'ala

Ikke bare disse, men ta opp hvilken som helst bok og du vil finne et hav av visdom i den.

Mest av alt var han sikker på profetien selv. Han hevdet at hvis en expert i hvilket som helst felt kom til ham og diskuterte om islam så ville han overbevise vedkommende ved å hente argumenter fra hans eget felt. Dette var ikke bare noe han hevdet men han har vist at faktisk klarte det ved flere anledninger. Han viste også at Gud hadde gitt ham kunnskap om alle religioner i verden. Det var ikke en enste religion som han ikke visste om.

Den utlovede Sønnen hadde en forelesning i Lahore der Allama Iqbal, som er en av Pakistans mest berømte personer, var dommer. Da forelesningen var over og Allama Iqbal skulle gi sin mening sa han at " Jeg har ikke hørt en slik kunnskapsfull tale før. Alt han snakket om hadde sitt opphav fra Koranen."

Hadrat Mirza Bashiruddin[ra] sin kunnskap om den hellige Koranen var grenseløs. Han oversatte og utdypet Koranen. Utdypelsen og tolkningen som han skrev

Både dine indre og ytre handlinger vil være velsignet av Gud

Siddiqa Waseem

Den utlovede Messias[as] reiste den 22. januar 1886 til Hoshiarpur etter Guds veiledning. Der bodde han i huset til ShekhMehr Ali Sahib i førti dager for å tilbe Gud og for utlikningen av Islam. Resultatet av disse førti dagene var en rekke gode nyheter om hans menighet. I tillegg var det en nyhet om en sønn. I følge denne profetien skulle den utlovede Messias[as]bli velsignet med en sønn innen neste 9 år. Under hans lederskap skulle Islam og Ahmadiyya menighet oppnå ekstraordinær fremgang. Hans omdømme skal nå jordens ender. Denne profetien kalles "Profetien om den utlovede Sønnen".

Ifølge denne profetien fikk den utlovede Messias[as]en sønn den 12. januar 1889. Gutten fikk navnet Mirza Bashir-ud-Din Mahmood Ahmad, også kjent som den andre kalifen eller Den utlovede Sønnen.

Fra barndommen pleide han å være ganske syk. Han ble så syk at en dag måtte legen si at det var vanskelig å si om han ville overleve, men siden Gud hadde lovet at han skulle leve et langt liv så ble han helbredet på guddommelig vis.

Slik tittelen viser skal jeg i denne teksten bevise hvordan denne delen i profetien at “Dine indre og ytre handlinger vil begge være velsignet av Gud” ble oppfylt. Som jeg nevnte tidligere pleide den utlovede Sønnen å være syk meste parten av barndommen sin og i tillegg til dette hadde han et ganske svakt syn. Dette var grunnen til at han ikke fikk konsentrere seg mye på utdanningen som han burde. Ikke bare dette men han ble heller aldri ferdig med grunnskolen. Dette var et tegn på at hans visdom og kunnskap skulle bli

Den utlovede Messias[as]

En tjener av menneskeheten

Andleeb Anwar

Gud sier i den hellige Koranen at Han ikke skapte mennesket og universet uten en bestemt hensikt (21:17). Og hva er denne hensikten? I sura 3, vers 111 leser vi at: *«dere er den beste menighet som er frembrakt for menneskeheten.»* Ergo er muslimenesmål å tjene andre. Og denne tjenesten innebærer blant annet å hjelpe ethvert mennesket med å finne sin Skaper og Herre.

Den utlovede Messias[as] hensikt var å reetablere islam i vår samtid og rense den for alle besudlinger. I dag kan vi vitne hvordan han gjennom sitt arbeid har klart å etablere en hel menighet som arbeider i lyset av islam for menneskehetens ve og vel i form av veldedighetsarbeid og misjonsvirksomhet. Han har gjennom sine 10 betingelser for Ba'ait forpliktet en Ahmadi Muslim til å opprettholde andres rettigheter.

Den utlovede Messias[as] hadde selv en stor lidenskap for menneskeheten. Kjærlighet for menneskeheten og tilgivelse var to av hans hovedegenskaper. Han sa: «Jeg ser på ingen som min fiende. Jeg elsker menneskeheten slik en mor elsker sitt barn. Sympati for menneskeheten er en moralsk forpliktelse og plikt. En religion er ingen religion hvis den ikke innprenter sympati, og heller vil ikke et menneske ville kunne bli kalt menneske så lenge han ikke har sympati i sin natur.»

Den utlovede Messias[as] sa: «Læren til den hellige Koranen kan deles inn i to hovedkategorier. Den første omhandler Guds enhet, og kjærlighet og lydighet overfor Ham. Den andre delen oppfordrer oss til å behandle våre brødre og medmennesker med vennlighet. Være vennlig og barmhjertig overfor menneskeheten, jobb alltid for menneskeheten beste.»

Man kan aldri undervurdere viktigheten av å be for menneskeheten og invitere dem til å trå på Allahs vei. Den utlovede Messias[as] var aldri sen med å understreke viktigheten av å be for å oppnå suksess i våre foretagender.

Han sa: «Et sjeldent fenomen kom til syne i Arabias ørkener da hundrevis og tusenvis av døde ble vekket til live i løpet av noen få dager […] Den blinde kunne se og den stumme kunne tale om guddommelig visdom. En fenomenal revolusjon uten like fant sted. Hva var dette? Vet du hva det var? Det var bønner og bønner.»

Og det er akkurat disse bønnene og sympatien for menneskeheten som vil kapre hjertene til våre medmennesker og vise dem bildet av denne sanne islam som den utlovede Messias[as] ønsket å legge frem vår samtid.

Spørsmålet som nå dukker opp er hva betyr *Ar Rahman* og *Ar Rahim*? De kommer av det arabiske ordet *Rehm*, som betyr barmhjertighet. *Rahman* vil si at at det er ingen grense for Guds barmhjertighet og nåde, som Han gir ubetinget og uten noen fortjeneste hos mottakeren. Den andre formen *Rahim* omfatter Guds barmhjertighet, som man blir skjenket som et resultat av våre egne anstrengelser. Gud som *Rahman* har Han gitt oss naturens skatter og gitt oss liv, og som *Rahim* velsigner Han våre bønner og våre anstrengelser.

Hvordan bør så disse attributtene påvirke våre liv?

I boken ”Fredens Budskap” skriver Den utlovede Messias[as]:

”Mine landsmenn! En religion som ikke fremhever universell medfølelse, kan ikke kalles en religion. Ei heller kan et menneske som ikke besitter evnen til å vise medfølelse, kalles for et menneske. Vår Gud har aldri diskriminert mellom ett folkeslag og et annet. For eksempel har alle de menneskelige kreftene og potensialene som har blitt gitt Indias gamle nasjoner også blitt skjenket araberne, perserne, assyrerne, kineserne, japanerne og Europa og Amerikas nasjoner. Jorden skapt av Gud sørger for et felles leie for alle folkeslag, og Hans sol og måne og mange andre stjerner er en kilde til lys (for alle); de yter også andre tjenester. Likeledes drar alle folkeslag nytte av elementene skapt av Ham, slik som luft, vann, ild og jord, og likeledes andre elementer skapt av Gud, slik som korn, frø, frukt og medisiner osv. Disse Herrens egenskaper lærer oss den leksjon at vi også skal oppføre oss høysinnet og vennlig mot våre medmennesker og ikke være smålige av hjertet og ukjærlige.”

Videre skriver Den utlovede Messias[as] i boken ”Islamske grunntanker”, s.64:

”Gud er også Den nåderike, den som i Sin store barmhjertighet har omsorg for menneskene. Før noe levende vesen ble til, - og således ikke som gjengjeld for noen handling fra vår side, altså helt uten vår fortjeneste, - skapte Han alt vi behøver, både materielt og åndelig. Sol, måne og talløse andre ting til gode for oss, skapte Han ferdig for oss lenge før vi fantes og var i stand til å fortjene noe ved våre handlinger. I Guds ord kalles denne egenskap Rahmaniyyat eller nåde, og utfra det kalles Gud Rahman, Den Nåderike. Men Han velsigner også menneskene på grunn av deres gode og rettferdige handlinger, ingens arbeid og strev går ulønnet. Denne egenskapen kalles Rahimiyyat, og Gud er således Rahim.”

Måtte Gud, Den mest Nåderike og Den evig Barmhjertige skjenke oss muligheten til å utvikle oss slik at også vi gjenspeiler oss i Hans egenskaper, amen.

GUD – DEN MEST NÅDERIKE

Shaista Yilmaz

Nyere undersøkelser viser oss at over 90% av verdens befolkning i dag tror på Guds eksistens, eller på en høyere makt. Ulike livssyn og religioner har definert denne høyere makten på ulike måter og i ulike former. I islam er Gud én og besitter mange attributter; Den mest Nåderike er en av dem.

Hva er så Den nåderike? I henhold til ordboken utgitt av Norsk Språkråd er ”nåde” noe som i en religiøs kontekst forbindes med Guds godhet og barmhjertighet. Dermed ser vi at Guds attributt *Ar Rahman* ”Den mest nåderike” er nærliggende et av Guds andre attributter – nemlig *Ar Rahim* ”Den evig barmhjertige.”

I Koranen leser vi, i sura 7, vers 157:

”...og Min barmhjertighet omfatter alle ting.”

Dette innebærer at man kan oppnå et unikt forhold til sin Skaper, samtidig som at det er mulig å oppnå et fredfullt forhold til alle Hans skapninger; våre medmennesker. Dette leder oss også til Ahmadiyya Muslim Jamaats motto: *”Kjærlighet til alle, ikke hat mot noen.”* Uten å sette seg inn i disse to grunnleggende attributtene *Ar Rahman* og *Ar Rahim* er det vanskelig for mennesket å gjenkjenne sin stilling som det mest intellektuelle vesenet på jordkloden. Hvis vi forstår disse to egenskapene til Gud, vil det føre til at vi er mindre egosentriske og utvikler mer barmjertighet overfor våre medmennesker. Ser man bort fra disse egenskapene og ikke utvikler de i en selv, er det vanskelig å kunne etablere et fredfullt samfunn. Det er bemerkelsesverdig at Koranen vektlegger begge egenskapene allerede i det første verset;

”I Allahs navn, Den mest Nåderike, Den evig Barmhjertige.”

Her er stikkordene på hele fundamentet for islam – fredens religion.

Gud er i himlenes og jordens lys. Hvert lys som blir sett, det være seg høyt eller lavt, om det tilhører sjeler eller legemer, det være seg selvstendig eller avhengig, enten skjult eller tydelig, subjektivt eller objektivt, er det bare en av Hans nådes gaver. Dette er et tegn som viser at Allahs gavmildhet omfatter alt. Han er opphavet til all nåde og Han er den ypperste skaper av hvert lys, utspringet til all barmhjertighet. Hans vesen er universets støtte og er alles tilfluktsted, høy og lav. Han er det som brakte alt ut av det tomme mørket og ga alt tilværelsens kappe. Ingen andre enn Han eksisterer av seg selv eller er evigvarende; alle andre vesener er mottagere av Hans nåde. Jord og himmel, menneske og dyr, steiner og trær, sjeler og legemer, er alle båret oppe av Hans nåde.

(RoohaniKhazain bind 1 fotnote side 191-192: Braheen-e-Ahmadiyya, fotnote 11)

Guds Enhet er et lys som opplyser hjertet bare etter fornektelsen av alle guddommer, enten de tilhører den indre eller den ytre verden. Det trenger igjennom hver minste del av menneskets tilværelse. Hvordan kan dette oppnås uten hjelp fra Gud og Hans Budbringer? Menneskets plikt er bare å fortrenge sitt ego og å vende ryggen til all djevelsk stolthet. Man skal ikke skryte av å ha blitt fostret i visdommens vugge, man skal regne seg selv som om man bare var en uvitende person og hengi seg i ydmyk bønn. Da vil Enhetens lys komme over fra Gud og vil skjenke et nytt liv.

(RoohaniKahazain bind 22 side 148: Haqiqatul-Wahi side 144)

Utdrag fra RoohaniKhazain

Guds behandling av mennesker som er trofaste mot Ham

Sannelig, Allvitende og Allmektig er den Gud Hvis tilhengere ikke vil gå til grunne; de som kommer til Han med kjærlighet og trofasthet. Fienden skryter at han vil tilintetgjøre dem med sin ondskap, og de ondsinnede besvergelsene for å utrydde dem. Dårer, sier Gud, hvem våger å kjempe med Meg? Og å ydmyke de som Jeg har kjær? Sannelig, ingenting kan skje med denne jorden med mindre det er bestemt slik i himlene, og ingen jordisk hånd kan bli strukket lenger enn det som er bestemt for den i himlene. Derfor er de som smir onde og grusomme gjerninger de tåpeligste, som undersine avskyelige og skamløse sammensvergelser ikke husker Det Høyeste Vesen uten Hvis ettertrykkelige bestemmelse ikke er et løv tillates å falle. Derfor forblir de mislykkede og frustrertemed sine mål; og derettledete blir ikke forarget over deres ondskap; istedenfor blir tegnene fra Gud viden åpenbart og menneskers forståelse av Guds veier øker. Den Allmektige og Veldige Gud som forblir usett av øynene åpenbarer Seg sannelig gjennom Sine vidunderlige veier.

(RoohaniKhazain bind 13, side 19; Kitab al-Bariyya, Muqadama side 1)

UTDRAG FRA DEN HELLIGE KORANEN

بسم الله الرحمن الرحيم

I Allahs navn den mest Nåderike, den evig Barmhjertige

Sura Al-Nisa vers 37-39

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا
وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى
وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ
وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ ﴿٣٧﴾

37. Og tjen Allah, og sett ikke noe ved siden av Ham, og (vis) godhet mot foreldre, og slektninger, og de foreldreløse, og de fattige, og den beslektede nabo, og den fremmede nabo, og deres felle ved deres side, og vandringsmannen og de deres høyrehender besitter. Sannelig, Allah elsker ikke dem som er bedragerske (og) skrytende;

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ
وَيَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ
وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ ﴿٣٨﴾

38. dem som er gjerrige og oppfordrer mennesker til gjerrighet og skjuler det som Allah har gitt dem av Sin nåde. Og vi har beredt de vantro en forsmedelig straff.

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ
وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ
وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿٣٩﴾

39. Og dem som gir ut av sin eiendom for å bli sett av mennesker, og som ikke tror på Allah og heller ikke på den Ytterste dag. Og den som har Satan til venn – en ond venn er han!

I Allahs navn den mest Nåderike den evig Barmhjertige

INNHOLDSFORTEGNELSE

Utdrag fra den hellige Koranen	3
Utdrag fra RoohaniKahazain	4
Gud - den mest Nåderike	6
En tjener av menneskeheten	8
Indre og ytre handlinger vil være velsignet av Gud	9
Hadrat Musleh Maud[ra]	11
Helsespalte	14
Sammenkomst med Hudoor[aba]	16
Intervju	18
Fredagspreken	20
Mathjørne	22
Barnesider	24

Nasjonal Amir:

Zartasht M. Ahmad Khan

Leder Lajna:

Syeda Bushra Khalid

Urdu del:

MansooraNaseer

Norsk del:

Mehrin Hayat

Andleeb Anwar

Kontakt:

e-mail adresse:

naseer.7@hotmail.com

Telefonnummer: 22325859

Fax: 22437817

Zainab

Lajna Imaillah Norge

Årgang 2: januar, februar, mars 2015